صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 19 اپریل 2021 بمطابق 06 رمضان المبارک 1442 ہجری صبح گیارہ بجکر پچپن منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ O هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ O فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ؕ O وَمَنۡ كَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ O یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ O لِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ O وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ O اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ O فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ۔

(ترجمہ): رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اُس کو لازم ہے کہ اِس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جارہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اُس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو اور اے نبیؐ، میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو اُنہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اُس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں یہ بات تم اُنہیں سنادو، شاید کہ وہ راہ راست پالیں۔ و آخرُ الدعوَانا أَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِینَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ جی لائق خان۔

رسمی کارروائی

Mr. Laiq Muhammad Khan: Sir, Point of Order.

جناب سپیکر: جی لائق خان صاحب، قانون کی کوئی خلاف ورزی ہو گئی ہے؟

جناب لائق محمد خان: جناب سپیکر صاحب، چند روز پہلے ڈسٹرکٹ مانسہرہ میں ہمشیریاں کے مقام پر ہمارے صوبے کا سب سے بڑا ڈاکا پڑا جس میں گھر سے بارہ ڈاکو چھ کروڑ روپے نقدی اور دو تین کروڑ روپے کے زیورات، اسلحہ، گاڑیاں لیکر چلے گئے۔ جناب سپیکر، میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب ڈی آئی جی ہزارہ، ڈی پی او مانسہرہ اور ایس پی انوسٹی گیشن کا کہ انہوں نے بڑی محنت سے، بڑی جانفشانی سے چند ہی روز میں ان ڈاکوؤں کو پکڑ لیا اور وہ چھ کروڑ روپے اور سونا، جتنی چیزیں بھی تھیں، ساری برآمد کر لیں۔ میری جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے اور جناب حاجی صاحب سے یہ گزارش ہے کہ مہربانی کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے، جس پولیس پارٹی نے، بلکہ اس طرح ہوا کہ ایک اے ایس آئی اور ایک سپاہی کوئٹہ چلا گیا، وہاں سے وہ گاڑی جس میں واردات ہوئی تھی، اس کا ڈرائیور پکڑ کر مانسہرہ لے آیا، دو دن پہلے تمام Recovery مانسہرہ پولیس نے بڑی جانفشانی سے اور بڑی ہمت سے کی، جتنی بھی خراج تحسین پیش کی جائے وہ کم ہے، مہربانی کر کے میں اپیل کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور آئی جی صاحب ان کو انعام بھی دیں، ان کی پروموشن بھی کریں، ان کی حوصلہ افزائی بھی کریں۔ دوسری گزارش یہ ہے، ضروری بات یہ ہے کہ دو دن پہلے مجھے اور آپ کو پارٹی کی وجہ سے ایک عہدہ دیا گیا ہے جو کہ Energy and Power کا محکمہ ہے، ہمارے ایڈوائزر صاحب جو تھے، Energy and Power کے، ان کو کرپشن کی وجہ سے ہٹایا گیا ہے۔ جناب والا، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پہلے غیر منتخب آدمی کو ہمارے اوپر بٹھانا ہی نہیں چاہیئے تھا کیونکہ نہ ہی اس کا حلقہ ہے، نہ ہی اس کی کوئی سوچ ہے اور نہ ہی اس بات پہ اس کو شرم آئے گی، مہربانی کر کے (تالیاں) اس کے ہٹانے سے کام نہیں بنے گا، میں اس بات کا گواہ ہوں، میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں، آپ کمیٹی بنائیں، جس میں زیادہ تر سرکاری بنچوں کے لوگ ہوں، مجھے اس میں بٹھائیں، ان شاء اللہ میں Energy and Power میں کروڑوں روپے کی کرپشن ثابت کروں گا، (تالیاں) میری آپ سے گزارش ہے کہ قومی پیسہ ہے، اس کو ضائع نہ ہونے دیں، یہ تو بہت اچھی بات ہے، اس ملک میں یہ بات ہوئی کہ یہ نیا پاکستان بنا ہے، نیا پاکستان بننا بڑا ضروری ہے لیکن نئے پاکستان کے ساتھ اس ملک میں ہماری

اور آپ کی دولت پہ آزمائش کرنا ضروری نہیں ہے، مہربانی کرکے یہ ضروری نہیں کہ کروڑوں روپے ایک آدمی لوٹ کر چلا جائے، اس کو اس کے عہدے سے ہٹایا جائے، وہ غیر منتخب آدمی تھا، اس کو کسی حلقے کی سوچ نہیں تھی، کسی بات کی حیاء تک نہیں تھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لائق خان، آپ سٹینڈنگ کمیٹی کو Head کرتے ہیں، انرجی کی سٹینڈنگ کمیٹی کون Head کرتا ہے؟

جناب لائق محمد خان: جی میں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کرتے ہیں۔

جناب لائق محمد خان: پہلے دن جب میں نے میٹنگ بلائی، میں نے نشاندہی کی تھی، اس میں اکیلا ایڈوائزر شامل نہیں ہے اس محکمے کا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میری عرض سنیں، اس کی کرپشن کے جو بھی ثبوت ہیں آپ کے پاس، وہ سامنے لے آئیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میری بات ختم ہونے دیں، آپ سنتے نہیں ہیں، میں آپ کو راستہ بتا رہا ہوں، آپ چونکہ سٹینڈنگ کمیٹی کو Head کرتے ہیں، آپ کے پاس جو بھی اس کی کرپشن کے ثبوت ہیں وہ لے آئیں میرے پاس، مجھ سے Suo moto کی اجازت لے لیں، میں آپ کو Suo moto کی اجازت دے دوں گا، آپ اس پہ Suo moto لے لیں۔

جناب لائق محمد خان: جناب سپیکر، یہ ہاؤس کا معاملہ ہے، اس میں سرکاری بنچ والے اور ہم سب شامل ہیں، یہ ہمارے پیسے ہیں، مہربانی کرکے آپ ایک کمیٹی بنادیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جو آپ Head کر رہے ہیں، وہی کمیٹی ہے، آپ لے آئیں، مجھ سے Suo moto اجازت لے لیں، آپ Probe کریں۔

جناب لائق محمد خان: ٹھیک ہے، مانسہرہ پولیس نے، جو ہزارہ پولیس نے کارنامہ کیا ہے، اس کے متعلق بھی دو باتیں کر لیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہت اچھا کام کیا ہے، I appreciate Hazara Police، اتنی بڑی ڈکیتی کو انہوں نے بڑے کم وقت میں ان کو Arrest کر لیا اور مسروقہ سامان بھی برآمد کر لیا ہے یا ہو جائے گا، I appreciate.

نشانزدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: 'کوئسچنز آور' : جناب عنایت اللہ صاحب، کوئسچن نمبر 10270، (موجود نہیں)۔ جناب میر کلام، کوئسچن نمبر 10716، (موجود نہیں)۔ جناب سراج الدین، کوئسچن نمبر 10553، (موجود نہیں)۔ جناب سردار اورنگزیب، کوئسچن نمبر 10947، (موجود نہیں)۔ جناب فیصل زمان، کوئسچن نمبر 11093، (موجود نہیں)۔ نگہت بی بی کا تو کبھی Lapse نہیں ہوتا، کوئسچن نمبر 10300۔

* 10300 _ محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کیا وزیر خزانہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے ضلع شمالی وزیرستان (سابقہ فاٹا) کے لئے ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) ضلع شمالی وزیرستان (سابقہ فاٹا) کے لئے کل کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے؛

(ii) مذکورہ ضلع کو کتنا فنڈز ریلیز کیا گیا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(الف) جی ہاں

(ب) اس سلسلے میں ضلع شمالی وزیرستان کے لئے گزشتہ مالی سال 2019-20 اور موجودہ مالی سال 2020-21 کے لئے مختص کردہ اور ریلیز کردہ فنڈز کی تفصیل ذیل ہے۔

ADP ALLOCATION DISTRICT NORTH WAZIRISTAN FOR THE FINANCIAL YEAR 2019-20 (Rs.In million).

Allocated budget.	Released Budget.
Rs. 5115.13	Rs.9692.72

FOR THE FINCIAL YEAR 2020-21.

Allocated budget	Released Budget
Rs.3451.41	Rs.2736.01

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، آپ کا بہت شکریہ لیکن مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سوال کل دو بجے تک کمپیوٹر پہ نہیں تھا، کل شام کو بھی نہیں تھا، یہ آج صبح جس نے بھی لیا ہے، میں اس کے خلاف بھی تحریک استحقاق لانا چاہتی ہوں، میں اس سیکرٹری کے خلاف بھی تحریک استحقاق لانا چاہتی ہوں جس نے یہ جواب نہیں دیا، فاٹا اور ہمیں تو انہوں نے ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، آپ بھی مہربانی کریں، اس کرسی سے استعفیٰ دیدیں تو بہتر ہو گا کیونکہ آپ کی رولنگ کچھ نہیں ہے، آپ کی رولنگ ہواؤں میں اڑتی چلی جارہی ہے، یہ اس ہاؤس کو اور آپ کی کرسی کو بھی بے توقیر کیا ہے، آپ

کی رولنگ کو بے توقیر کیا ہے، آپ کی رولنگ کوئی بھی ہو، بیوروکریسی نہیں مانتی، آپ چیف سیکرٹری کو بلائیں، اس سے پوچھیں کہ اس کے ماتحت لوگ کیوں نہیں آتے، اس کے ماتحت لوگ صحیح جواب کیوں نہیں دیتے؟ میں نہیں مانوں گی، آج کا سوال کسی صورت میں نہیں مانوں گی، رات دس بجے تک یہ سوال موجود نہیں تھا، جس نے یہاں پہ سوال Receive کیا ہے، میں اس پہ بھی تحریک استحقاق لانا چاہتی ہوں، میں سیکرٹری پہ بھی تحریک استحقاق لانا چاہتی ہوں، Enough is enough، فاٹا پہ میں نے سو کوئسچن جمع کئے ہوئے ہیں، ہر کوئسچن کو انہوں نے مذاق بنا کر رکھ دیا ہے، فاٹا کے لئے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں، فاٹا کو یہ لوگ تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں؟ یہ سیکرٹریز، بیوروکریسی کے لئے میں بولتی ہوں، بیوروکریسی جان بوجھ کر یہ کر رہی ہے، بیوروکریسی یہاں سے سن لے کہ میں بولتی رہوں گی، چاہے میرے سوالوں کے جواب دیں یا نہ دیں، میں آپ کی طرح رولنگ نہیں دوں گی کہ یہاں وہ بیٹھ جائیں اور وہاں وہ بیٹھ جائیں لیکن اس کے باوجود کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے کہا تھا کہ اگر Next سوال نہ آیا، میں اس کو کمیٹی کے حوالے بھی نہیں کروں گی، میں کسی چیز کو نہیں مانتی، ساری کمیٹیاں عورتوں کو دیدیں کیونکہ اس دن میں مدیحہ کو Appreciate کرتی ہوں کہ جنہوں نے اپنی کمیٹی کی یہاں پر رپورٹ پیش کی، کوئی مرد مجھے بتادے جو کسی بھی کمیٹی کا چیئرمین ہے، اس نے آج تک اس طریقے سے کام کیا ہو۔ جناب سپیکر صاحب، اب اور نہیں چلے گا، اس ہاؤس کو خدا کے لئے، اس قائداعظم کی تصویر کے نیچے آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی منسٹر فنانس۔

<u>جناب تیمور سلیم خان (وزیر خزانہ)</u>: جناب سپیکر، یہ جو سوال تھا، وہ نارتھ وزیرستان میں فنڈ۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: پہلے ان کی بات کا جواب دیں، سوال کے جواب کو چھوڑیں، یہ کہتی ہیں کہ سیکرٹری صاحب، یہ کل کس وقت ہمارے پاس جواب آیا ہے؟ As per rule, two days before۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب سپیکر</u>: آج آیا ہے، میں اس طرح ہاؤس کی کارروائی نہیں چلا سکتا۔ اکبر ایوب صاحب، فیصلہ کریں، آپ منسٹر ہیں یا آپ کے سیکرٹری آپ کے منسٹر ہیں؟ پہلے تو یہ طے کریں۔

<u>وزیر خزانہ</u>: جی میں جواب دیتا ہوں، ایسا ہے کہ جہاں پہ Regular یا In time information کی بات ہے، ان کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ٹائم پہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کوئسچن سیکرٹری صاحب کو کب گیا تھا ہم سے؟ (مداخلت) چپ کریں، ایک منٹ۔

وزیر خزانہ: دو باتوں کو وہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ یہاں سے کب گیا تھا؟

(شور)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب، آٹھ تاریخ کو گیا ہے، یہاں سے تیسرے مہینے کی آٹھ تاریخ کو۔

وزیر خزانہ: سر، میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کو کہتا ہوں، ان کو ضرور ٹائم پہ جواب جمع کرنا چاہیئے۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آج صبح جواب لایا ہے، Who is from Finance Department?، کون آیا ہوا ہے؟ ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں، آپ لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہمیں جواب آج صبح لا کر دے رہے ہیں، آپ کو کوئی شرم نہیں آتی، آپ لوگوں نے ایوان کے ساتھ کھلواڑ بنایا ہوا ہے، نکل جائیں باہر ہاؤس سے، یہ کیا طریقہ ہے؟ Two days before جواب لانا ہوتا ہے اور آپ لوگ منہ اٹھائے آ کر بیٹھ جاتے ہیں، صبح سویرے سیکرٹری کو بھیجیں، آئندہ مت آئیں، کوئی بھی فنانس سے Finance Secretary will come in future تاکہ اسے پتہ چلے کہ یہاں ہماری کیا حالت ہوتی ہے؟ یہ کیا مذاق ہوا، اکبر ایوب صاحب، مجھے لگتا ہے آپ سارے بے بس وزیر ہیں، آپ کی بیوروکریسی آپ کے اوپر حاوی ہے، اٹھا کر باہر اس بیوروکریسی کو پھینکیں۔

جناب اکبر ایوب خان (وزیر بلدیات و دیہی ترقی و قانون): جناب سپیکر، جب چند دن پہلے یہ مسئلہ آیا، بلکہ ہمیں خود تکلیف ہوتی ہے، Me being a Law Minister مجھے رات کو ٹائم ملتا ہے، رات کے ٹائم نہ مجھے کوئی سیکرٹری ملتا ہے، میں کس طرح جواب دوں؟ صبح اٹھ کر میں تیاری کرتا ہوں، آدھا گھنٹہ، گھنٹہ اتنی تیاری کرنا ہوتی ہے، یہ واقعی میں نگہت بی بی سے Agree کروں گا، آپ سے بات ہونے کے بعد میں نے سی ایم صاحب سے بھی ڈسکس کیا ہے، چیف سیکرٹری صاحب سے بھی ڈسکس کیا، محکموں کے نام لے کر میں نے ان کو بتایا ہے کہ ان محکموں کے جواب آئے ہی نہیں، لیٹ آنا تو چھوڑیں جواب نہیں آئے، کیونکہ ایجنڈے پہ لکھا ہوا تھا Not received، ابھی ہم پھر اس پہ زور لگائیں گے کہ اس کے اوپر کوئی Strict action گورنمنٹ لے، ان شاء اللہ آپ کو نظر آئے گا۔

جناب سپیکر: کمال ہے بیوروکریسی کیبنٹ کے اوپر حاوی آ گئی ہے۔

Law Minister: Janab Speaker, we will take up this matter.

Mr. Speaker: It should never happen.
Minister for Finance: We will take up this matter in the Cabinet Insha Allah، میری آپ سے یہ Commitment ہے۔
Mr. Speaker: Question No.10300 may be referred to the Standing Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Question No.10300 is referred to the Standing Committee. Shagufta Malik Sahiba, Question No. 10439.

* 10439 _ محترمہ شگفتہ ملک: کیا وزیر انتظامیہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پختونخوا ہاؤس اسلام آباد میں ڈپٹی ڈائریکٹر بی پی ایس 18 میں 14-6-2013ء سے بطور کمپٹرولر اضافی پوسٹ پر عرصہ ساڑھے چھ سال سے تعینات ہے جبکہ اس پوسٹ کا حقدار 14-12-2017 سے اوایس ڈی ہے اور گھر پر تنخواہ لے رہا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا یہ تعیناتی غیر قانونی نہیں ہے، اوایس ڈی آفیسر گھر پر تنخواہ لے رہا ہے، کیا یہ حکومتی خزانہ پر بوجھ نہیں ہے، اس پورے معاملے کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر بلدیات ودیہی ترقی وقانون نے پڑھا): اس کیس کی صورتحال یہ ہے کہ مسمی نادر خان کے خلاف کمروں کی غیر قانونی الاٹمنٹ کا ایک محکمانہ کیس دائر ہوا جس کے نتیجے میں ان کو مورخہ 21-11-2013 کو سروس سے برخاست کیا گیا، تاہم عدالتی احکامات کی روشنی میں مورخہ 14-12-2017ء کو مذکورہ آفیسر دوبارہ سروس پر بحال ہوا۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔ مزید یہ کہ مسمی نادر خان کمپٹرولر بی پی ایس 18 کو اوایس ڈی نہیں بنایا گیا تھا بلکہ اس کی خدمات کسی اور مناسب جگہ تعیناتی کے لئے اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کی گئیں۔ اس ضمن میں نوٹیفکیشن مورخہ 15-06-2020 کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔ یہ بھی واضح رہے کہ مسمی نادر خان مورخہ 10-5-2021 کو ساٹھ سال عمر مکمل ہونے پر ریٹائرڈ ہو رہے ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ نعیم خان آفریدی مورخہ 30-11-2020 کو ساٹھ سال عمر پانے پر سروس سے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں، ان کی جگہ مورخہ 18-2-2021 کو مسمی تیمور علی شاہ، سینیئر کمپٹرولر چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو پختونخوا ہاؤس اسلام آباد کے کمپٹرولر کے امور کی دیکھ بھال کا اضافی چارج دیا گیا ہے، آرڈر کی کاپی ایوان کو فراہم کی گئی۔

(ب) اس کیس کی مکمل تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے، خیبر پختونخوا سول سرونٹ ایکٹ 1973ء کی شق نمبر 10 کے مطابق مجاز حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے ماتحت سرکاری ملازم کو صوبے کے اندر یا باہر کسی بھی جگہ تعینات کر سکتا ہے۔(تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔مزید یہ کہ مسمی نادر خان کمپٹرولر بی پی ایس 18 کو او ایس ڈی نہیں بنایا گیا تھا بلکہ اس کی خدمات کسی اور مناسب جگہ تعیناتی کے لئے اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کی گئی تھیں،مزید یہ کہ کیس عدالت عالیہ میں بھی زیر سماعت رہا ہے۔

محترمہ شگفتہ ملک: جناب سپیکر صاحب، جو سوال ہے،اس میں اگر آپ جواب دیکھیں،اس سوال کے حوالے سے جو جواب مجھے ڈیپارٹمنٹ نے دیا ہے،ایک تو یہاں پہ انہوں نے بات کی ہے، عدالت کے حوالے سے Already اس کو دوبارہ بحال کرنے کی بات کی ہے،اگر یہ دوبارہ بحال ہے تو اس کو دوبارہ انہوں نے مجھے کہا کہ اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو ان کی جو خدمات ہیں، وہ Refer کر دی ہیں، وہ او ایس ڈی نہیں ہے،اگر وہ او ایس ڈی بھی نہیں ہے تو وہ ابھی تک میرے خیال میں آپ دیکھ لیں کہ یہ پچھلے چار سال سے یعنی 14-12-2017 سے اب تک وہ گھر میں بیٹھا ہے، وہ تمام جو Back benefits ہیں، جو ان کی سیلریز ہیں، جو بھی ہے، وہ سارا کچھ لے رہے ہیں۔اب اس حوالے سے مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ایک تو آپ یہ بات کر رہے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پہ انہوں نے جو نعیم خان آفریدی کی بات کی ہے، Basically جو Comptroller کی یہ پوسٹ ہے، یہ Household post ہے،اس پر آپ کسی بھی ایسے بندے کو نہیں تعینات کر سکتے، چونکہ Basically یہ پوسٹ جو ہے یا تو یہ ہاؤسز میں ہوگی، سی ایم ہاؤس، گورنر ہاؤس یا پختونخوا ہاؤس،اس پوسٹ پہ جو نعیم آفریدی صاحب تھے، یہ Already میرے خیال میں سات سال سے اس پوسٹ پر تھے جو کہ بالکل Illegal ہے،اگر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ریٹائر ہو جائیگا، یہ تو حل نہیں ہے،اگر آپ نے ایمرجنسی پہ بھی لگانا ہے، میرے خیال میں چھ مہینے سے زیادہ آپ نہیں لگا سکتے لیکن آپ لوگوں نے سات سال یہ بندہ اس پوسٹ پر بیٹھایا تھا،اس کے بعد یہ جو دوسرا بندہ تھا، جو بہت ہی Favorite لوگوں میں ہوتا ہے، انجم نیازی جو بھی تھا،اس بندے کو لگایا تھا،اس پر بھی جب عدالت کا آرڈر آیا تو اس کو ہٹا کر فوراً انہوں نے تیمور علی شاہ و سینیئر ہے،اس کی تعیناتی کی۔اس سوال کا جو جواب ہے،اس سے میں بالکل بھی مطمئن نہیں ہوں لیکن Overall اس سوال میں بہت زیادہ ایسے ایشوز ہیں جن کو میرے خیال میں اگر ہم سٹینڈنگ کمیٹی میں ڈسکس کریں،اس کو Refer کریں تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: جی نگہت اورکزئی صاحبہ، سپلیمنٹری۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب، شگفتہ ملک صاحبہ کا جو کنسیرن ہے، اس میں سب سے بڑی بات جو ہوتی ہے، وہ یہ کہ ہاؤس چلانے کے لئے تجربے کی ضرورت ہوتی ہے، جس کسی نے بھی فائیو سٹار ہوٹل میں یا کسی اور انسٹیٹوٹ سے ڈپلومہ لیا ہو یا اس میں کام کیا ہو، کیونکہ ہاؤس کو چلانا جو ہوتا ہے، Maintenance کرنا پھر اس کے بعد کچن چلانا، یہ سارا اس ڈپلومے کے تحت آتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، ہمارے پاس ایک کنٹرولر یہاں پر موجود ہے جو کہ سیلری لے رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو سیاسی وجوہات کی بنا پر ہٹایا گیا، آج سے سات سال پہلے اور سفارش کی بنیاد پر نعیم آفریدی صاحب کو رکھا گیا تھا، ابھی جب وہ ریٹائر ہو گیا ہے تو اب میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو نادر خان صاحب ہے جنہوں نے ہاؤس کو تقریباً کوئی، میرا خیال ہے، بیس پچیس سال چلایا، آپ بھی اس کو جانتے ہونگے کہ اس کے پاس باقاعدہ ڈپلومہ ہے، اس کے پاس باقاعدہ مہارت ہے، اس کے پاس ہاؤس کو چلانے کی صلاحیت ہے، میں یہ نہیں کہتی کہ اسی کو لگائیں لیکن ایسے شخص کو لگائیں کہ جس کے پاس ڈپلومہ، صلاحیت اور سب کچھ موجود ہو۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی و قانون: جناب سپیکر، یہ کوئی اتنا Complicated مسئلہ نہیں ہے، ایک شخص تھا جس کے خلاف الزامات لگے، Audit Paras لگے، ان کی انکوائری ہوئی، اس Basis پر اس کو نوکری سے نکالا گیا، وہ ٹریبونل میں چلا گیا، ٹریبونل نے اس کو بحال کیا، یہ تو ہماری گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ جو شخص Perform نہیں کریگا، اس کو Sideline پر رکھیں، ایک شخص سامنے Proof ہو گیا، ایک شخص چوری کے کیس میں پکڑا گیا، اس کو پھر ہم آکر ادھر بٹھادیں اور جس شخص کا یہ نام لے رہی ہیں، میرا خیال ہے، ہفتہ دس دن میں وہ ریٹائر ہو رہا ہے، فی الحال جو چارج ہے وہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے کمپٹرولر کو ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے اور جیسے ہی ان کو، میں بات بھی کرلونگا، جو موزوں آدمی ہے، جس طرح نگہت بی بی نے کہا کہ ایسا آدمی لگانا چاہیئے جس کا کوئی Experience ہو، Hotelling میں اور اس بزنس میں جس کا Experience ہو، ان شاء اللہ ہم کوشش کرینگے جو اس پوسٹ کا قابل آدمی ہے، اس آدمی کو ہم لگائیں۔ ایک شخص ابھی بھی اس نے کیس کیا ہوا ہے، کورٹ میں کیس چل رہا ہے، ایسے شخص کے لئے کمیٹی میں لے جانا اور اس آدمی کو Defend کرنے کی مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی شگفتہ ملک صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ ملک: جناب سپیکر صاحب، میرے خیال میں شاید اکبر ایوب صاحب کو غلط فہمی ہو رہی ہے، میں Defend کی بات نہیں کر رہی، میں یہ بات کر رہی ہوں کہ وہ بندہ جو Already، آپ کے مطابق وہ کورٹ کا مسئلہ تھا، اس پر بہت زیادہ Complaints تھیں، دوبارہ اس کو کورٹ نے بحال کیا، اب بحال اس کو Same post پہ کیا تھا، اچھا یہاں انہوں نے کہا ہے کہ وہ او ایس ڈی نہیں ہے، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اگر وہ او ایس ڈی نہیں ہے تو وہ تنخواہ بھی لے رہے ہیں، وہ تمام Back benefit اگر وہ او ایس ڈی نہیں ہے، یا یہ Define کریں کہ او ایس ڈی کیا ہوتے ہیں، وہ تمام جوان کے Benefits ہیں، وہ Sixty plus thousand salary تمام، تو اگر وہ او ایس ڈی بھی نہیں، آپ نے اس کو اس پوسٹ پر بھی نہیں لگایا تو وہ گھر میں یہ چار سال ہو گئے، 14-12-2017 کی بات کر رہی ہوں، وہ گھر میں بیٹھا ہے، ایک ایسا بندہ کیا آپ کے خزانے پر بوجھ نہیں ہے؟ یہاں پر تو ہمیں خزانے کے بہت زیادہ وہ آ رہے ہیں، پیسہ نہیں ہے لیکن آپ سرکاری افسران کو جو مراعات گھر میں بیٹھ کر وہ Enjoy کر رہے ہیں، میں تو اس حوالے سے بات کر رہی ہوں۔ دوسری بات جو انہوں نے سول سرونٹ ایکٹ کی بات کی ہے، 1973 کی شق نمبر 10، اس میں جو پوسٹ تھی تو وہ Already transferable نہیں ہے، اس پوسٹ پہ جیسے میں نے آپ کو بتایا، یہ Household post ہے، اس پوسٹ پہ آپ کسی ایسے بندے کو نہیں لگا سکتے ہیں، جیسے آپ نے نعیم آفریدی صاحب یہ بھی Illegal تھا، پھر آپ اس کے خلاف بھی ایکشن لیں کہ ایک بندہ جو ہے وہ چار مہینے سے زیادہ نہیں کر سکتا، آپ نے ان کو سات سال سے لگایا ہے۔ اس حوالے سے میں یہی گزارش کر رہی ہوں کہ جو سرکاری خزانے کے حوالے سے بات ہے، کیا یہ آپ لوگوں پہ بوجھ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی و قانون: جناب سپیکر، اس پر میں شگفتہ بی بی سے بالکل Agree کرونگا، میرے خیال میں اس کو نہ کوئی تنخواہ دینی چاہیئے تھی، اس سلسلے میں آپ نے دیکھا ہے، فیڈرل گورنمنٹ کل بھی اخبار میں آیا ہوا تھا، اس کی فرسٹ میٹنگ بھی ہو رہی ہے، جو گریڈ 20 کے آفیسرز ہیں، جو Unwanted ہیں، جن کو گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ ان کی Performance up to the mark نہیں ہے، اس کے لئے ایک نیا قانون بھی بنائے کہ ان کو جس طرح آرمی میں ہوتا ہے، Letter of thanks دیکر کہ آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے لوگوں کی بڑی خدمت کی ہے، اس قسم کا ان شاء اللہ اس پر بھی کام ہو رہا ہے، انہی

مسائل کی وجہ سے I don't know پھر بھی میڈم کہہ رہی ہیں، اس کو کمیٹی میں بھیجیں، 10 تاریخ کو آدمی ریٹائرڈ ہو رہا ہے، ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو بھی پتہ ہے اس نے کہاں کمیٹی میں آنا ہے؟ میں میڈم سے ریکویسٹ کرونگا کہ کمیٹی والے کام کو چھوڑیں، کمیٹی کا بھی ٹائم ضائع ہوگا، نوٹسز دیتے رہیں گے، اس نے آنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی شگفتہ ملک صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ ملک: سر، اگر منسٹر صاحب کی خواہش ہے کہ کمیٹی میں نہ جائے اور وہ ریٹائرڈ ہو، ریٹائرمنٹ کی بات نہیں کر رہی، میں Already اس کمیٹی کی ممبر ہوں، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، آپ بھیجیں یا نہ بھیجیں لیکن یہ چیزیں Important ہیں، ان چیزوں کو دیکھنا پڑیگا، یہ Grade 18 کا جو بندہ ہے، ان کو آپ نے BPS 18 میں پروموشن دی ہے، یہ بندہ جو ہے، وہاں پہ یہ تو اسٹیبلشمنٹ کا بندہ ہی نہیں ہے، یہ جو Household post ہے، یہ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی ہے، اب ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ سے آپ نے اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ بھجوادی، یہ جو کمپیوٹر ولر کی پوسٹ ہے، اسٹیبلشمنٹ میں یہ پوسٹ ہی نہیں ہے، یا تو پھر آپ ان کو ڈپٹی سیکرٹری وغیرہ لگائیں گے یا وہ گھر بیٹھے گا، ظاہری بات ہے کہ وہ گھر میں ہے، وہ سیلری لے رہا ہے، نہ بھیجیں، اس پر میرا اعتراض نہیں ہے لیکن اس چیز کو Highlight کرنا بہت ضروری تھا۔

جناب سپیکر: چلو تھینک یو۔

وزیر بلدیات وقانون: تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: کوسچن نمبر 10826، جناب خوشدل خان صاحب۔

* 10826_ جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: کیا وزیر زکواۃ وعشر ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے ضلع پشاور میں زکواۃ فنڈ تقسیم کرنے کے لئے ضلع کی سطح سے یونین کونسل تک زکواۃ کمیٹیاں بنائی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ہر کمیٹی کے چیئرمین اور ممبران کی تفصیل بمعہ نام، ولدیت، پتہ، تعلیمی قابلیت، پیشہ، روزگار فراہم کی جائے، ان کے تقرر نامے بمعہ قومی شناختی کارڈز کی فوٹو کاپیاں اور حلقہ وائز تفصیل بھی فراہم کی جائے، نیز ضلعی کمیٹی سے لے کر یونین کونسل زکواۃ کمیٹیوں کو کتنی رقم دی گئی ہے، تفصیل ضلع، ٹاؤن، تحصیل وائز اور یونین کونسل وائز فراہم کی جائے؟

جناب انور زیب خان (وزیر زکواۃ وعشر): (الف) جی ہاں، محکمہ زکواۃ وعشر خیبر پختونخوا نے ضلع پشاور میں زکواۃ فنڈ تقسیم کرنے کے لئے ضلع کی سطح سے لیکر مقامی سطح تک زکواۃ کمیٹیاں بنائی ہیں، ضلع پشاور میں کل 509 مقامی زکواۃ کمیٹیاں ہیں، ان میں 495 کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ ضلع پشاور میں کل 509 مقامی زکواۃ کمیٹیاں ہیں، ان میں 495 کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے اور 14 کمیٹیوں کی تشکیل کا کام جاری ہے۔ (ہر کمیٹی کے چیئر مین و ممبران کی تفصیل بمعہ نام، ولدیت، پتہ، تعلیمی قابلیت اور جاری شدہ فنڈ کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں نے اس کو سٹڈی کیا ہے، جو انفارمیشن مجھے انہوں نے فراہم کی ہے، وہ ٹھیک ہے، مزید اس میں پھر میں کام کرونگا کہ جو انفارمیشن میں نے مانگی تھی، ڈیپارٹمنٹ نے محنت کر کے دی ہے، تھینک یو، لہذا میں Press نہیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب سردار حسین بابک صاحب، کوسچن نمبر 10948۔

* 10948 جناب سردار حسین: کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سرہ تھانہ سے کس کورونہ تک کینال پٹرول روڈ ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو پچھلے سال اس روڈ کی مرمت کے لئے کتنی رقم مختص کر دی گئی ہے، اگر نہیں تو کیوں اس اہم شاہراہ کو نظر انداز کیا گیا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر بلدیات ودیہی ترقی وقانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) سال 17-2016ء میں ADP No. 2330/140540 کے تحت اس روڈ کے لئے 8.855 ملین روپے منظور ہوئے تھے جس کے تحت پیہور برانچ کینال پیٹرول روڈ کی 2100 فٹ لمبائی اور 18 فٹ چوڑائی بمعہ 700 فٹ سائیڈ وال تعمیر کی گئی تھی جو کہ درست حالت میں موجود ہے۔

جناب سردار حسین: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میرا کوسچن تھا کہ کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ سرہ تھانہ سے لیکر کس کورونہ تک کینال پٹرول روڈ ہے، انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہاں۔ جناب سپیکر، پھر میں نے پوچھا ہے کہ پچھلے سال اس روڈ کی مرمت کے لئے کتنی رقم مختص کر دی گئی ہے؟ مجھے جواب ملا ہے لیکن اگر منسٹر صاحب جواب دیں تو پھر میں اس پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب، ہم آپ کو نہیں سن سکے، Sorry، ایریگیشن کا جواب کون دیگا؟ منسٹر لاء آپ دیں گے۔ جی پلیز، یہ بابک صاحب کا کوسچن ہے۔

جناب سردار حسین: اچھا، میرے خیال میں آپ Busy تھے، خیر ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
جناب سپیکر: روزہ بھی ہے، ایک روزہ دوسرا Smoker۔
وزیر بلدیات و دیہی ترقی و قانون: بابک بھائی، اس میں مجھے شک پڑتا ہے، آپ کا جو سوال ہے کہ Length بہت کم ہے، خرچہ بہت زیادہ ہے، I don't know، میں نے یہ Feel کیا ہے، باقی تو انہوں نے Answer دے دیا ہے، اس کے پیچھے، What is your question, I would like to know۔
جناب سپیکر: جی بابک صاحب۔
جناب سردار حسین: خیر ہے جناب سپیکر صاحب، روزہ ہے، ایک دوسرے کے ساتھ گزارہ کرینگے، میری ریکویسٹ یہ ہے کہ یہ ابھی جو ایم اینڈ آر کا فنڈ ہے، بدقسمتی سے وہ بھی سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہو رہا ہے، آپ خود اندازہ کریں کہ ایک شاہراہ ہے، پانچ چھ سال سے اس روڈ کو آپ کچھ نہیں دیتے، بہر حال ڈیپارٹمنٹ کو آپ بتادیں کہ اس شاہراہ کو شامل کر دیں تو مہربانی ہو گی۔
جناب سپیکر: جی۔
وزیر بلدیات و دیہی ترقی و قانون: ان شاء اللہ بابک صاحب سے میں رابطہ کر کے It will be done، ان شاء اللہ یہ ہو گا۔

غیر نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

10270 _ جناب عنایت اللہ: کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2014ء سے 2019ء تک کے اے ڈی پیز میں ضلع چارسدہ، مردان، نوشہرہ، سوات، صوابی اور پشاور میں کینال پٹرول روڈز کے لئے رقم مختص ہے؛
(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ اضلاع میں کینال پٹرول روڈز کی تخمینہ لاگت اور اب تک خرچ مختص شدہ رقم کتنی ہے، مدت تکمیل کیا ہے، ضلع وائز تفصیل فراہم کی جائے، نیز مذکورہ سکیم کے لئے اس سال اے ڈی پی میں منظور شدہ رقم کتنی ہے، اس کی بھی تفصیل فراہم کی جائے؟
جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) چارسدہ، نوشہرہ اور پشاور کے اضلاع میں کینال پٹرول روڈز کی تخمینہ لاگت اور اب تک خرچ مختص شدہ رقم، مدت تکمیل کی ضلع وائز تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی، نیز مذکورہ سکیموں کے لئے اس سال اے ڈی پی میں منظور شدہ رقم کی تفصیل بھی ایوان کو فراہم کی گئی۔

10716 _ جناب میر کلام خان: کیا وزیر امداد بحالی و آبادکاری ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع شمالی وزیرستان میں ریسکیو 1122 میں سال 2019ء سے 2021ء تک مختلف آسامیوں پر تعیناتیاں کی گئی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ عرصہ میں کل کتنے افراد کس قانون، کن کے احکامات سے بھرتی ہوئے ہیں، تمام بھرتی شدہ افراد کی درخواستیں، شناختی کارڈ، ڈومیسائل، تعلیمی اسناد، بھرتی آرڈر، موجودہ پوسٹنگ آرڈر، اخباری اشتہارات، کیڈر، بنیادی سکیل اور سلیکشن کمیٹی کے ممبران کے نام فراہم کئے جائیں، نیز سال 2022ء میں مزید کتنے افراد بھرتی کئے جائیں گے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(جواب ندارد)

10553 _ جناب سراج الدین: کیا وزیر خزانہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر تعینات ملازمین کی ضلع وار، سکیل وار تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران صوبہ بھر میں محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر تعینات ملازمین کی ضلع وار اور سکیل وار تعداد کتنی ہے؛

(ج) محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر تعینات کنٹریکٹ ملازمین کی ضلع وائز اور سکیل وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب تیمور سلیم خان (وزیر خزانہ): (الف) خیبر پختونخوا پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی ایک خود مختار ادارہ ہے جس کا قیام کیپرا ایکٹ 2012ء کے تحت ہوا، ادارے کا انتظام و انصرام چلانے کے لئے کیپرا اپوائنٹمنٹ اینڈ سروسز ریگولیشنز رولز 2017ء بنائے گئے ہیں، جز (c) 9.3 کے تحت حکومت کے مروجہ قانون کے تحت علاقائی، معذوروں، اقلیتوں اور خواتین کا کوٹہ مختص ہے، اس اتھارٹی میں کل 64

پوسٹیں ہیں جن میں دو پوسٹوں پر اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے افراد تعینات ہیں، مزید یہ کہ ضلعی سطح پر اس اتھارٹی کا کوئی دفتر نہیں۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران اس ادارے میں اقلیتی برادری سے دو افراد کی تقرری بی پی ایس 03 میں کی گئی ہے۔

(ج) خیبر پختونخوا پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی میں کنٹریکٹ پر تا حال کوئی تعیناتی نہیں ہوئی ہے۔

10947 _ سردار اورنگزیب: کیا وزیر خزانہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ لوکل فنڈ آڈٹ کے افسران پر دو سالہ ٹرانسفر پالیسی کا اطلاق نہیں ہوتا؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ لوکل فنڈ آڈٹ میں مختلف کیٹیگریز کے بعض آفیسرز گزشتہ پندرہ سالوں سے ایک ہی جگہ عہدوں پر براجماں ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو ضلع سوات میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کل کتنے افسران ہیں، ان کے نام بمعہ عہدہ اور مدت تعیناتی سمیت مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(جواب ندارد)

11093 _ جناب فیصل زیب: کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی سرکاری ترقیاتی منصوبوں میں ٹیکس کی رقوم وصول کرتا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے منصوبوں میں کس کس مد میں کتنا ٹیکس ٹھیکیداروں سے وصول کر کے قومی خزانے میں جمع کیا گیا، نیز تمام منصوبوں کے اے اے ریلیز ورکس آرڈرز اور اس سے حاصل شدہ رقوم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں میں مختلف ترقیاتی منصوبوں میں انکم ٹیکس کی مد میں جو رقوم وصول کر کے قومی خزانے میں جمع کیے گئے ہیں۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: 'Leave applications': جناب محب اللہ خان صاحب، آج کے لئے، جناب عنایت اللہ خان صاحب، آج کے لئے، جناب فضل حکیم صاحب، آج کے لئے، جناب اختیار ولی صاحب،

آج کے لئے، سید فخر جہاں صاحب، آج کے لئے، جناب ظہور شاکر صاحب، آج کے لئے، جناب افتخار مشوانی صاحب، آج کے لئے، جناب محمود احمد خان صاحب، آج کے لئے، جناب مصور خان صاحب، آج سے لیکر 23 اپریل تک، جناب حاجی انور ریاض صاحب، پانچ دن، یعنی 19 اپریل سے 23 اپریل تک، حاجی منور خان صاحب، آج کے لئے، جناب عبدالکریم خان صاحب، آج کے لئے، محترمہ عائشہ بانو صاحبہ، آج کے لئے، جناب محمد اقبال وزیر صاحب، آج کے لئے، جناب عاقب اللہ صاحب، آج کے لئے، وقار احمد خان صاحب، For two days; سردار یوسف زمان صاحب، آج کے لئے۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

آنریبل منسٹرز کا شیڈول ہوتا ہے، آپ کے پاس ہے، جب آپ کا کوسچن ڈے ہوتا ہے، One or two days before at least، چونکہ دو دن پہلے جواب آنا ضروری ہوتا ہے، آپ مہربانی کر کے جو کوسچنز گئے ہوں، اپنے سیکرٹریز کو بلائیں، چیک کریں کہ وہ کوسچن کا جواب ہمارے پاس آگیا یا نہیں؟ اگر نہیں آیا تو پھر آپ ان کی Explanation call کریں، ادھر ہی ان کی سرزنش کریں۔ ابھی تو Eighteenth Amendment کے تحت You are most powerful than Secretaries اور یہ یہاں پہ عجیب مذاق ہو رہا ہے کہ سیکرٹری کسی کی بات ہی نہیں مانتے، یہ کیسے Possible ہے؟ رگڑا دے دیں جو نہیں مانتا، ہم آپ کے ساتھ ہیں، یہاں ہاؤس کے اندر بالکل انیس بیس بھی ہم نہیں چھوڑیں گے، جو کام نہیں کریگا اس کو صوبے سے رخصت ہو جانا چاہیئے، کیبنٹ میں یہ Decide کریں، دیکھیں یہ مذاق ہے، یہ جس طرح ہاؤس کے ساتھ ہو رہا ہے، یہ تو کہیں بھی نہیں ہوتا، دو دن پہلے جواب آنا چاہیئے، اسی دن صبح سویرے آرہا ہے نہ، آپ Prepare ہو، نہ ہمارا ایم پی اے کوئی Prepare ہو، ہمیں پتہ ہے، مہربانی کریں Two days before ہر منسٹر کے پاس آنا چاہیئے، ان کے لوگ ان کو بتائیں، پرسنل سیکرٹری بتائیں، بڑے سیکرٹری تو کبھی نہیں بتائیں گے، وہ ان کو بلالیں، بلاکر چیک کریں کہ جو اسمبلی سے بزنس آیا تھا، جواب چلے گئے یا نہیں گئے؟ اب اس دن بھی آپ کو پتہ ہے کتنی Embarrassing ہوئی ہے، Answer not received اور وہ ایجنڈے پر آیا ہوا تھا۔ پریولج موشن، جناب فیصل زیب خان، Not around۔ اختیار ولی صاحب، آئٹم نمبر 6، ان کی ایڈجرنمنٹ موشن تھی، اس کو Defer کرنے کی ریکویسٹ کی گئی ہے،

So, adjournment motion No. 274 is hereby deferred.

توجہ دلاؤ نوٹس

Mr. Speaker: 'Call Attention Notice': Mr. Khushdil Khan, MPA, to please move his call attention notice No. 1698, in the House.

Mr. Khushdil Khan Advocate: Mr. Speaker, I am very grateful to give me opportunity to readout the call attention.

I would like to draw the attention of this honourable House to an important public matter, which is: the University of Agriculture D.I.Khan was established and name was incorporated in schedule-1 of the Khyber Pakhtunkhwa, Universities Act, 2012 through an amendment Act of 2018 of Provincial Assembly, namely_ the Khyber Pakhtunkhwa, Universities (amendment) Act, 2018. While classes normally started from October, 2019, in a rented building. It was offering bachelor of studies BS programs in five disciplines, including Forestry, Agriculture, Zoology, Botany and Mathematics. The university also offers three years diploma programs in Veterinary and Animal Sciences but unfortunately till now the provincial and federal governments have not bothered to release funds for the development functioning of the university. It has been running through the fees of students and each student pay fee around Rs. 25000/- per semester to the university that was utilized by administration to meet the expenditure. On the other hand, the faculty members of university have been getting salaries less than the minimum wage fixed by the provincial government for the unskilled labour in the province, for the last two years, having M.Phil degrees in their respective subjects, getting Rs.15000/- per month, since 2019, while the provincial government has fixed Rs. 17500/ per month as minimum wage for unskilled labour. It is demanded from the provincial government to take serious view of the financial crisis of the university and resolve it by managing and releasing the funds to the university in view of their declared education emergency and reforms in the educational sector and redress the financial constrain of the employees of the university and bring their status / position at par with the employees of other universities, in view of Articles 25 and 38 of the Constitution 1973.

جناب سپیکر صاحب، میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ اس کو آپ نے ایجنڈے پر آج لایا ہے، یہ بہت Important call attention ہے، یہاں میرا بھائی کامران بنگش میرے ہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے مجھے کچھ کاغذات، ڈاکیومنٹس دی ہیں، اس میں کچھ انہوں نے کہا کہ ہم نے فنڈ ریلیز کیا ہے، کچھ بل، لہذا میں نے ان کے ساتھ Commitment یہ کر لی کہ یہ ٹھیک ہے، آپ ریکویسٹ کرتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ آپ میٹنگ کے لئے جا رہے ہیں، پرائم منسٹر کے ساتھ Video link پر ہماری میٹنگ ہے، میں اتنا عرض کروں گا، ایجوکیشن جو ہے، آپ بھی اس کے منسٹر رہ چکے ہیں، پھر یونیورسٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اب یہ خود Admit بھی کرتے ہیں، اپنے لیٹر میں بھی Admit کرتے ہیں، یہ اب تشریف فرما بھی ہیں، یہ اب بھی Admit کرتے ہیں کہ ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ نے پراونشل گورنمنٹ کو ایک پینی بھی نہیں دی ہے اور یہ جو ایکٹ ہے اس کے ساتھ میں نے Attached کیا ہے، یہ ایکٹ ہے جو پاس کیا گیا ہے، اس پر آپ کے دستخط ہیں، یہ Enlisted ہو گیا، ایکٹ 2012ء کا حصہ بن گیا، صرف میں یہ کہتا ہوں کہ جتنی اب موجودہ یونیورسٹیاں ہیں، ان پر ہمیں توجہ دینی چاہیئے، ان کی مینجمنٹ کو ہم بہتر بنائیں، ان کی ایڈمنسٹریشن کو ہم بہتر بنائیں، تمام یونیورسٹیوں کو جب ہم اخباروں میں دیکھتے ہیں، خیبر پختونخوا کی جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں، وہ Financial crisis سے گزر رہی ہیں، وہاں پر مالی مشکلات ہیں، وہاں پر وائس چانسلر سے لیکر ایک ادنیٰ ایمپلائی کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں، یہ ہماری کیا ایجوکیشن ایمرجنسی ہے کہ ہم سٹوڈنٹس کی فیسوں پر یونیورسٹیاں چلاتے ہیں؟ یعنی یہ بہت عجیب بات ہے، بہت حیرت کی بات ہے کہ ہماری حکومت سٹوڈنٹ سے 25ہزار روپے لیتی ہے، دوسری طرف اس تعلیم کی، ڈگریوں کی بے توقیری ہے کہ ایم فل کا لیکچرار، ایک ایم فل کا ٹیچر، ایک پروفیسر وہ 15ہزار روپے لیتا ہے، ہم نے یہاں سے قانون پاس کیا ہے کہ Unskilled labour کی کتنی تنخواہ ہو گی، Per month خواہ وہ ایک دکان میں کام کرتا ہے، خواہ وہ ایک فیکٹری میں کام کرتا ہے، خواہ وہ کسی سے لے، لیکن اس کی تنخواہ جو ہوتی ہے، وہ 17ہزار 500 سے کم نہیں ہو گی، اب یہ دیکھیں، ہمیں سوچنا چاہیئے، ہم یہاں عوام کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، بعض ایسے لوگ ہیں جو قرضوں پر تعلیم حاصل کرکے، بہت محنت سے ایم فل کرکے، بہت محنت سے پی ایچ ڈی کرکے، بہت محنت سے ایم ایس سی کرکے، بی ایس سی کرکے اور پھر آپ ان ک 15ہزار روپے، چونکہ کامران بنگش نے مجھے یہ ڈاکیومنٹ دے دی ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ ہم اس کے لئے اقدامات اٹھا رہے ہیں، اخبار میں بھی آتا ہے کہ یہ اصلاحات لا رہے ہیں، دیکھتے ہیں

کہ کیا اصلاحات لا رہے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ میں پھر بھی اس موجودہ حکومت سے ایک ریکویسٹ کروں گا کہ زیادہ یونیورسٹیاں قائم کرنے سے بہتر یہ ہوگا کہ موجودہ جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں، ان پر آپ توجہ دے، ان کی مالی حیثیت، ایڈمنسٹریشن، ٹیچنگ یہ ذرا ٹھیک کرلیں، تھینک یو، میں Press نہیں کرتا، میں واپس لیتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ لگتا ہے آج کل آپ دونوں کے تعلقات خوشگوار ہو گئے ہیں۔

(قہقہے)

<u>جناب کامران خان بنگش (معاون خصوصی اعلیٰ تعلیم واطلاعات):</u> سر، میں شکریہ ادا کرتا ہوں، آپ کا بھی اور آنریبل ممبر کا بھی، جو انہوں نے کوسچن کیا ہے، اس کی تفصیلات میں نے ان کو Handover کر دی ہیں، Basically یہ فیکلٹی چل رہی تھی، یہ Five programs چل رہے تھے ایک فیکلٹی کے Under تو ہم نے Last cabinet session میں یہ Decide کر لیا ہے کہ ایک ہزار کنال زمین کی ہم ایک الگ یونیورسٹی یہاں پہ بناتے ہیں، اس کے لئے چونکہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کی گرانٹ کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کی سٹیٹس یونیورسٹی کی ہوگی، فیکلٹی کے لئے وہ گرانٹ نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ انہوں نے جو بات کی ہے، ہم نے صوبائی حکومت سے چار سو ملین روپے بھی ریلیز کر دیئے ہیں جو کہ سٹاف کے ایشوز کو Resolve کر دے گی، I believe کہ 21 ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف ہے، ان کی سیلری کا ایشو ہے، وہ بھی ہم Resolve کر لیں گے۔ میں ان کی بات سے متفق ہوں کہ زیادہ یونیورسٹیاں بنانے کی بجائے ہم موجودہ یونیورسٹیز کی Capacity building کریں، میں نے اور مجھ سے پہلے جو خلیق بھائی ہیں، انہوں نے اور ہم نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کے ساتھ ان کی گرانٹس کے حوالے سے کافی ایشوز Take-up کئے ہیں، بلکہ Recently پشاور یونیورسٹی، ایگریکلچر، گومل یونیورسٹی اور یو ای ٹی کے لئے سپیشل گرانٹس بھی ہم نے دے دی ہیں، وہاں پہ جو فنانشل ایشوز ہیں، وہ Resolve ہو گئے ہیں، Austerity measures کے لئے ان کو ہم نے بتادیا ہے، ان کے لینڈز جو Un utilized یا Under utilized ہیں، ان کے ایشوز بھی ہم نے Resolve کر دیئے ہیں، امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ جو ساری یونیورسٹیز ہیں، یہ Self sufficient ہو جائیں گی۔ چونکہ ایگریکلچر جو ڈی آئی خان میں ہے، ان کا وہاں پہ بہت زیادہ ڈیمانڈ ہے، اس لئے ان کے لئے ہم الگ ایک ہزار کنال زمین دے رہے ہیں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو، کامران بنگش صاحب۔ میاں نثار گل صاحب نہیں آئے ہوئے، وہ Lapse ہے، Agenda of the Day complete کر لیتے ہیں تو پھر میں Point of Order پہ آ جاتا ہوں ورنہ یہ سارے Points of Order شروع ہو جائیں گے، بس تھوڑا سا رہتا ہے، ایڈجرنمنٹ موشن ایک رہتی ہے۔ جناب صلاح الدین صاحب، ایم پی اے، ایڈجرنمنٹ موشن نمبر 277، اس میں خوشدل خان صاحب، Participate کر رہے ہیں اور نگہت بی بی بھی کر رہی ہیں، جی بابک صاحب بھی کریں گے، ٹھیک ہے۔

جناب صلاح الدین: ؎ میرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے

کہ جب میں دیکھتا ہوں بھوک کے مارے کسانوں کو

غریبوں مفلسوں کو بے کسوں کو بے سہاروں کو

سسکتی نازنینوں کو تڑپتے نوجوانوں کو

حکومت کے تشدد کو امامت کے تکبر کو

کسی کے چیتھڑوں کو اور شہنشاہی خزانوں کو

تو دل تاب نشاط بزم عشرت لا نہیں سکتا

میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا

جناب سپیکر، مہنگائی اور بے روزگاری موجودہ حکومت کے دو ایسے تحائف ہیں جو بڑے تسلسل سے یہ اپنے عوام پہ نچھاور کرتی آ رہی ہے، پچھلے دو ڈھائی سال میں قیمتوں کا بڑھنا یہ کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں ہے، دوسرے ممالک میں بھی ایسا ہوتا ہے لیکن مہنگائی کو جس نہج پہ اس حکوت نے پچھلے دو ڈھائی سال میں پہنچا دیا ہے، عصر حاضر میں اس کی نظیر نہیں ملتی، مہنگائی کا یہ عروج غریب کے منہ سے نوالہ چھیننے کے مترادف ہے، ہمارے پرائم منسٹر کا قوم کو مشورہ ہے کہ گھبرائیں نہیں، ریاست مدینہ میں تو ایسا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، میں کچھ Data of essential commodities وہ آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں، As compared to last year میں اس حکومت کی نہیں، پچھلے سال کی بات کر رہا ہوں۔ پچھلے سال رمضان میں شوگر کی قیمت 80 روپے فی کلو تھی جو آج 105 روپے ہو گئی ہے، آٹے کی 20 کلو کی قیمت 880 روپے تھی، آج 1250 روپے ہو گئی ہے، اسی طرح گھی کی قیمت جو 180 روپے تھی، آج 240 روپے ہے، دال ماش اس کی قیمت 220 روپے تھی پچھلے سال اور اب 255 روپے ہو گئی ہے، یہ چند

Prices دیکھا جائے تو Overall کی باتیں جو میں کرنا چاہتا ہوں، اگر Essential commodities میں 40 فی صد اضافہ ہوا ہے، As compared to this government and the previous government، میں اب پٹرول کی قیمت جب موجودہ حکومت وجود میں آئی، اس وقت۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Who will respond?

جناب صلاح الدین: فی لیٹر پٹرول کی قیمت 73 روپے تھی، آج اس کی قیمت 112 روپے ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Respond کون کرے گا؟ آپ کریں گے خلیق صاحب، .Okay

جناب صلاح الدین: جناب سپیکر، Some time you have to be tactful، جب پٹرول کی پچھلے سال قیمت Because of covid pandemic انٹرنیشنل مارکیٹ میں پٹرول کی قیمت Was at the lowest since 2013، انڈیا نے اس کا فائدہ اٹھایا جبکہ ہمارے Economics کے افلاطون اور ارسطو سو رہے تھے، انڈیا نے پچھلے سال کے سستے داموں پٹرول خرید کر 50 بلین ڈالر اور یہ میں نہیں کہہ رہا، یہ انہوں نے بچت کی ہے، یہ بی بی سی کی ویب سائٹ کہہ رہی ہے، یہ بی بی سی کی رپورٹ ہے جبکہ ہماری حکومت اس وقت خواب خرگوش سو رہی تھی۔ اسی طرح جب پٹرول کی قیمت بڑھتی ہے تو ہر ایک چیز کی قیمت اس کے ساتھ بڑھ جاتی ہے، میں اب بہت ساری چیزوں کو Touch کئے بغیر وقت کی کمی کی وجہ سے بجلی پہ آنا چاہتا ہوں، بجلی کی Per unit قیمت جب یہ حکومت آئی تو یہ Ten، یہ Round figure ten روپے Per unit تھی، آج 16 روپے Per unit ہے، جناب سپیکر، یہ بجلی کی قیمت کس صوبے میں بڑھی ہے؟ اس صوبے میں جو سب سے سستی بجلی 0.87 rupees جو ایک روپے سے بھی 13 پیسے کم پہ Per unit بجلی پیدا کر رہا ہو، بجلی کی قیمت وہاں بڑھی ہے، اس بجلی کی قیمت بڑھی ہے جس کے بل عمران خان کنٹینر پہ کھڑے ہو کر پھاڑا کرتے تھے، اس کی قیمت بڑھی ہے۔ ایک طرف تو مہنگائی بڑھی ہے، مہنگائی کے ساتھ بے روزگاری بھی بڑھی ہے، یہ اس لئے کہ یہ لازم و ملزوم ہیں، بے روزگاری آپ جب Increase نہیں کر سکتے، تنخواہوں میں جب آپ اضافہ نہیں کر سکتے اور آپ کی مہنگائی بڑھ رہی ہو تو اس سے بدامنی بڑھتی ہے۔ جناب سپیکر، موجودہ حکومت نے پچھلے سال 2020-21ء کے بجٹ میں اگر میں ان سے پوچھوں کہ آپ نے سرکاری نوکروں کی تنخواہوں میں کتنا اضافہ کیا؟ ان کا جواب ہو گا کہ Zero، انہوں نے کوئی اضافہ نہیں کیا، پھر آپ کی حفاظت پہ معمور پولیس والے، آپ کے کلرکس، آپ کے چوکیدار یہ جب اتنی قیمتیں Forty percent, up to forty percent بڑھی

ہیں، اس کو کس طرح سے وہ Deal کریں گے، یہ کس طرح برداشت کریں گے؟ Basically آپ پولیس کو، آپ کلرکس کو، آپ بیوروکریسی کو، آپ ان کو کرپشن کی دعوت دیتے ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے Expenses جو آج سے دو سال پہلے تھے، اس حساب سے وہ Manage نہیں کر سکتے، آپ کی حکومت اس حکومت میں آنے سے پہلے جب کرپشن پہ اور اینٹی کرپشن پہ لیکچر دیا کرتی تھی، آج وہ کرپشن کی دعوت دیتی پھرتی ہے، For the last consecutive two years بیوروکریسی کی تنخواہوں میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟ کوئی اضافہ نہیں ہوا تو کیا اس سے ان کی Service delivery متاثر نہیں ہوگی؟ بالکل ہوگی۔ اب بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کی، پچھلے دور حکومت میں ایم پی ایز کی تنخواہیں بڑھی تھیں اور تب سے یہ تھا 2014ء میں اور اس وقت سے لیکر پچھلے چھ سات سال میں آپ نے ان کی تنخواہیں کتنی بڑھائی ہیں؟ جب آپ تنخواہیں نہیں بڑھا سکتے اور مہنگائی بھی آپ سے کنٹرول نہیں ہو رہی تو آپ کرنا کیا چاہ رہے ہیں؟ آپ ان کو بھی کرپشن کی دعوت دے رہے ہیں، ہم اپوزیشن والے ہم تو الیکٹڈ لوگ ہیں، عوامی لوگ ہیں، عوام کے درمیان ہوتے ہیں، میں جب اپنے حلقے میں ہوتا ہوں تو اس موجودہ مہنگائی کے حوالے سے میرے حلقے کے عوام، میرے حلقے کے لوگ مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ میں اس موجودہ حکومت سے پوچھوں کہ وہ کون شخص تھا جو کہتا تھا کہ اگر پٹرول کی قیمت بڑھتی ہے، اگر مہنگائی بڑھتی ہے تو سمجھ لینا کہ حکمران چور ہیں؟ لیکن ہماری تربیت ایسے سیاسی مدرسے میں ہوئی ہے کہ ہم بلا ثبوت کسی کو چور اور ڈاکو نہیں کہتے، میں موجودہ حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب چور اور ڈاکو کون ہیں؟ جناب سپیکر، کہتے ہیں کہ:

ے بڑھی ہے یوں تو مہنگائی وطن میں
لہو اپنا مگر سستا ہوا ہے

جناب سپیکر، میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں اہلیت نہیں ہے، ان میں اہلیت بھی ہے، ان میں بڑے Talented لوگ بھی ہیں، یہ جو اکثر آکسفورڈ اور ہارورڈ کے بارے میں باتیں کرتے ہیں، ان کی مثالیں دیتے ہیں، یہ یہاں پہ بھی اس طرح کر سکتے ہیں، اس کے لئے حکومت کو اپنی Priorities کو مختص کرنا ہوگا، اپنی انرجی کو عوام کے لئے مختص کرنا ہوگا، خواب غفلت سے اور خواب خرگوش سے بیدار ہونا ہوگا۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ سردار حسین بابک صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی آپ اور بابک صاحب تو ایک ہی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں، میں بات کرنا چاہتی ہوں بابک صاحب سے پہلے، میں اپنا ٹائم بھی ان کو دیتی ہوں کیونکہ میری دو قرار دادیں ہیں، اس پر بات نہیں کرنا چاہتی، بابک صاحب، بات کرلیں۔

جناب سپیکر: Okay، شکریہ۔

جناب سردار حسین: شکریہ جناب سپیکر، ستاسو شکریه هم ادا کوم، ډیره زیاته اهم ایشو ده، د صلاح الدین صاحب هم ډیره شکریه ادا کوم چې دا موشن ئے راوړو۔ حقیقت هم دا دے چې په نن وخت کښې د ټولو نه لویه خبره چې ده، د عام اولس هغه گرانی ده او ډیره زیاته گرانی ده، زما خیال دا دے چې د دې نه نه مونږه انکار کولے شو اونه ترې نه حکومت انکار کولے شی، دا یو حقیقت دے۔ دا هم یو حقیقت دے چې په دې ملک کښې ټول عمر گرانی پاتې شوې ده، د دې نه هم انکار نه شی کیدے۔ جناب سپیکر، دا په روانو حالاتو کښې چې کومه گرانی ده، څنګه چې د بجلئ ذکر اوشو، که د بجلئ بل ته اوګورو نو هغه د ورکولو نه دے، د غریبانانو خلقو په دې روژه کښې د دې کورونا په ماحول کښې اوړو ته په قطار کښې خلق ولاړ دی، چینوته په قطار کښې خلق ولاړ دی، زما دا خیال دے چې د فوډ آئټمز که د یو یو آئټم خبره کوؤ او که د 'نان فوډ آئټم' خبره کوؤ، شاید چې الله دې نه کړی چې د دې دور نه پس هم دومره مهنګائی راشی خو امکان لری ځکه چې پاکستان دے، په هغې خبره کوم او زه نه ګنړم چې په داسې مسئلو دې اپوزیشن او حکومت د یو بل ګریوان ته لاس واچوی، په ځائې د دې چې مونږ د یو بل ګریوان ته لاس واچوؤ، مونږ دې Political scoring اوکړو، زه دا ګنړم چې اوس وخت راغلے دے چې د دې وطن هر وګړے، هغه که د اپوزیشن دے که هغه د حکومت دے، چې هغه حقیقتونه بیان کړو د کومو حقیقتونو په وجه باندې چې د دې وطن اولس کال تر کاله او وخت تر وخته بد حالاتو ته روان دے او بد ترین حالاتو ته روان دے۔ ظاهره خبره ده او بیا عجیبه خبره ده، صلاح الدین خان د بجلئ د یونټ خبره اوکړه، دا ملک په آئین نه چلیږی، که دا ملک په آئین چلیدے نو د دې ملک په آئین کښې خو Article 157, 158, if I am not wrong، خوشدل خان ناست دے، دا خو په آئین کښې دی چې کومه صوبه یا کوم

Federating unit بجلی پیدا کوی، د هغې نرخ به هغه Federating unit مقرروی، اوس هغه نرخ خو پیداواری لګښت زماچې دے، د یو یونټ په سر پینځلس پیسې او یو روپۍ دے، په تربیله کښې زه په 85 پیسې باندې بجلی پیدا کوم، باقی لوئې او واړه پراجیکټونه چې زه راجمع کړم، Aggregate چې زه د هغې رااوباسم، زما پختونخوا صوبه په پنځلس پیسې او په یوه روپۍ یونټ پیدا کوی، آیا دا ماورائے آئین اقدام نه دے چې صلاح الدین خان خبره کوی چې په شپاړس روپۍ یونټ دے، په شپاړس نه دے؟ دې ته تاسو اوګورې چې د بجلۍ بل مونږه راواخلو چې سو یونټ یو Consumer خرچ کوی نو شپاړس روپۍ دے، که دوه سوه یونټوته ځی، اتلس روپۍ دے، که دوه نیم سوه یونټوته ځی نو ورپسې بائیس روپۍ دی، بابا، دا اختیار خو تاله آئین نه دے درکړے، دا اختیار خو آئین دې صوبې له ورکړے دے، دا اختیار خو آئین د دې صوبې چیف ایګزیکټیو له ورکړے دے، نن مونږ په شریکه دا تپوس کوؤ چې دا زمونږه نه دا اختیار ولې اغستے دے او دا اختیار به مونږه واپس څنګه اخلو؟ زه چې دا خبره کوم چې د یو بل ګریوان کښې لاس ورکول نه دې پکار، د دې نه خو د ټولو نه سیوا زه متاثر کیږم، زما کارخانه بنده ده، زما Investment دلته نه راځی، زما بے روزګارئ کښې اضافه کیږی، ظاهره خبره ده د خلقو قوت خرید هغې سره ختم شو، غربت کښې اضافه اوشوه، جرائم سیوا شو، تاسو نن راشئ اوړوته اوګورئ، مونږ حیران یو چې زما جنوبی اضلاع کښې چې د چشمه رائټ بینک کینال خبرې مونږ د زمانې نه کوؤ، مولانا صاحب ناست دے، نن د هغې Cost 190 بلین ته اورسیدو، که چرې مونږه چشمه رائټ بینک کینال جوړ کړو، الله دې اوکړې او دا حکومت وی، زمونږه هم حکومت وو نو بجټ کښې به مونږه CRBC Reflect کولو، 2013ء ته اوګوره او 2021ء ته اوګوره، زه به نن خوشحاله شم، که نن دا حکومت دا په بجټ کښې Reflect کوی، الله دې اوکړې خو تاسو نن اوګورئ چې په دې روژه کښې خلق په قطار کښې ولاړ دی، دا څلویښت کلو تروړه یا شل کلو تروړه، د هغې قیمت نن آسمان ته اورسیدو، مونږه نن تپوس کوؤ، دا ټولې خبرې یو بل سره تړلې دی، زما په تیلو باندې کوم فیډرل ایکسائز ډیوټی ده، مرکز کښې خو دا 190 ارب روپۍ ته اورسیده، 190 ارب روپۍ زما د چشمه

رائٹ بینک کینال Cost دے ، زه په دې خبره نه پوهیږم چې دلته هم د پی ټی آئی حکومت دے او هلته هم د پی ټی آئی حکومت دے ، دوه نیم کاله اوشو، د سی سی آئی اجلاسونه کیږی، زمونږه وزیر اعلیٰ صاحب د هغې ممبر دے ، مونږ دا خو نه وایو چې په PSDP کښې ته مونږ له د بجټ نه برخه راکړه، مونږ دا ولې نه وایو چې دا په تیلو باندې فیډرل ایکسائز ډیوټی 185ارب روپئ ته اورسیده، دا زما قرض دے ، صوبې له ته ولې نه راکوې او بیا دا کوم قانون دے چې زه شپږه زره میګاواټه بجلی ارزانه پیدا کوم، په دې خو پاکستان مزې کوی، زما د صوبې لوډ شیډنګ ته اوګوره، زما د صوبې کم وولټیج ته اوګوره، زما د صوبې د بجلئ رسائی ته اوګوره چې ایم پی ایز به پیسې جمع کوی نو خلقو ته به بجلی لګی، Consumer به پیسې جمع کوی نو هغه ته به میټر لګی، Consumer به چندې کوی نو هغه ته به ټرانسفامر سموی، Consumer به پیسې جمع کوی نو هغه به Shifting کوی، ماله به نن ټائم راکوئ، زه به نن ډیره خبره کوم، دا هغه خبرې دی چې زه بیا بیا په دې اسمبلئ کښې کوم چې قومی جرګه جوړول پکار دی، دا مسئله خو د پی ټی آئی نه ده، دا مسئله خو یوازې د جمعیت نه ده، دا مسئله یوازې د اے این پی او د پی پی پی هم نه ده، دا مسئله خو د دې صوبې ده، دا خو د دې صوبې د اولس د یو عام وګړی ده، تاسو دې خبرې ته سوچ اوکړئ چې نن 73 کاله پس زما صوبه داسې ځائې ته رااورسیده، د سرکاری ملازمینو په تنخواه ګانو کښې اضافه نه شی کولے ، 73 کاله پس زما صوبه نن داسې ځائې ته رااورسیده چې څنګه خوشدل خان د یونیورسټو خبره اوکړه، نن په یونیورسټو کښې Fixed pay هغه Employees ته ملاویږی او یونیورسټئ د تنخواګانو ورکولو پاتې نه شوې، تاسو دې ته سوچ اوکړئ، کله مونږ دا خبره کوؤ چې زمونږ صوبې سره زیاتے کیږی، بیا وائی د پاکستان خبره کوی یا لکه دا صوبه د پاکستان برخه نه ده، د دې صوبې مضبوطیا د پاکستان مضبوطیا نه ده؟ دې صوبې له خپله برخه ورکول او دا صوبه رااوچتیدل، دا د پاکستان رااوچتیدل نه دی؟ جناب سپیکر، نن تاسو چینو ته اوګورئ، چینی کوم شوګر مافیاز دی، مافیاز زما په صوبه کښې پیدا کیږی۔ ګنے ، نن ټوله دنیا دا خبره کوی، نن ډاکټران دا خبره کوی چې ګوړه د چینو نه هزار درجه بهتر ده، دا زما د ژمی

فصل دے ، د ژمی، په دې موټر وے ټول مونږه او تاسو ځو او راځو، دا د ژمي فصل دے ، په جون جولائی کښې زمونږ د دې وطن گنی دی، هغه اوچ پاتې شی، ولې د حکومت د طرف نه هيڅ سهولت نشته دے ، د حکومت د طرف نه هيڅ حوصله افزائی نشته دے ، کله مونږه دا خبره کوؤ چې دا 56 فوډ آئټمز چې کله مونږه وايو چې دا د طورخم لار کهلاؤ کړئ، دا د وسط ايشياء نه په ډيرو ارزانو نرخونو راشی، بيا دا خبره کوی، افغانستان ته په سؤنو، اربونو روپئ-----

<u>Mr. Speaker:</u> Babak Sahib, please windup.

<u>جناب سردار حسین:</u> جناب سپیکر، آپ مجھے ذرا ٹائم دیں-----

<u>جناب سپیکر:</u> There are five peoples more اور ڈیڑھ بجے اذان ہے۔

<u>جناب سردار حسین:</u> یہ کس طرح ہوگا، لوگ مر رہے ہیں-----

<u>جناب سپیکر:</u> To the point لے لیں۔

<u>جناب سردار حسین:</u> میں To the point بات کر رہا ہوں-----

<u>جناب سپیکر:</u> کیونکہ نگہت سمیت پانچ لوگ رہ جائیں گے۔

<u>جناب سردار حسین:</u> میں تو Criticize نہیں کر رہا ہوں، میں تو ان کو حل دے رہا ہوں، جناب سپیکر، 56 فوڈ آئٹمز آپ کے ادھر سے، د دې طرف نه راتلے شی، آيا دا حکومت وزير اعظم صاحب ته نه شی وئيلې چې دا افغانستان خو مسلمان دے ، دا خو پښتون دے او Majority سنيان دی، دا لار ولې بنده ده؟ نن چينی ماله د کوم ځائې نه راځی؟ دا کوم ځائې کهلاؤ دے ، ته لاړ شه اوگوره چې کوم خلق ذليله شو، که دا لارې کهلاؤ وے ، دا تجارت کهلاؤ وے ، دا د فوډ آئټمز به دومره گران نه وو۔ دا ډيره اسانه خبره ده چې تر کومه پورې د دې رياست د ترجيحاتو تعين نه وی شوے ، تر کومه پورې رياست فيصله نه وی کړی، دا به يو فلاحی رياست وی، دے به ټوپکې نه اخلی، دے به تمانچې نه اخلی، دے به ايټم بم نه جوړوی، دے به بمونه نه جوړوی، دے به ايف 16 نه جوړوی، دے به توپې نه اخلی، دے به اسلحه، جناب سپيکر، سوچ اوکړئ چې زما ملک چې نن خلق د لوږې مره کيږې، نن خلق د لوږې خودکشئ کوی خو په ټوله دنيا کښې زما ملک د اسلحې په خريدارئ کښې په لسم نمبر دے ، نن تاسو سوچ اوکړئ چې د اسلحې خريداری پريږده، د

اسلحې په نمائش باندې سالانه په اربونو روپئ لګی خو نن زما په هسپتال کښې د اکسیجن په وجه باندې----

Mr. Speaker: Please windup.

جناب سردار حسین: که ته ما خبرې ته نه پرېږدې نو بیا به مونږ څه کوؤ؟ ته که مونږ له دلته د خبرې موقع نه راکوې نو بیا مونږ کوؤ څه؟ دا څه کیږی، (شور) زه خو پی ټی آئی باندې Criticism نه کوم (شور) جناب سپیکر، میں بالکل بڑا Seriously کہتا ہوں کہ میں Political scoring کے موڈ میں نہیں ہوں، ہمیں اپنے لوگوں کی حالت کو دیکھنا چاہیئے۔جناب سپیکر----

جناب سپیکر: اصل میں بابک صاحب، رولز کے تحت Mover اور منسٹر۔

جناب سردار حسین: دیکھیں جناب سپیکر، میں ریکویسٹ کرتا ہوں، اگر یہ اسمبلی کی Sound آپ ٹھیک کردیں----

جناب سپیکر: پندرہ منٹ آپ لوگ لے سکتے ہیں اور تیس منٹ Mover اور منسٹر لے سکتا ہے۔

جناب سردار حسین: لیکن یہ تو اتنا اہم مسئلہ ہے کہ لوگ فاقوں سے مر رہے ہیں----

جناب سپیکر: لیکن دیکھیں، یہ سارے اہم مسئلوں پر بات کر رہے ہیں۔

جناب سردار حسین: ہمارا یہاں پر بیٹھنے کا کیا فائدہ----

جناب سپیکر: اہم مسائل پر یہ سارے یہاں بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سردار حسین: نہیں، صحیح ہے----

جناب سپیکر: میرے خیال میں تھوڑا تھوڑا ٹائم سارے لے لیں، اس کے پاس Points of Order بھی ہیں۔

جناب سردار حسین: Okay، وہ تو میں غیر ضروری بات بھی نہیں کر رہا ہوں----

جناب سپیکر: اور ڈیڑھ بجے ختم بھی ہو جائے گا، آپ کا کافی ٹائم ہو گیا، اب آپ Windup کریں۔

جناب سردار حسین: کیا کریں گے، اسی ملک میں پارلیمان یرغمال ہے، میڈیا قید ہے، عدالتوں پر اثر اندازی ہو رہی ہے، عوام کی حکمرانی نہیں ہے، ابھی جو حکومت میں آئیں گے، اسی حالت میں ان کو گالیاں ہی پڑیں گی، نواز شریف تھا تو ان کو گالیاں پڑتی تھیں----

جناب سپیکر: تھینک یو، بس کافی ہو گیا۔ نگہت اورکزئی صاحبہ، ٹائم نہیں ہے، ایک بج گیا، ڈیڑھ بجے نماز ہے،

That is sufficient. Babak Sahib, you took more time, sorry, Can't give more time. Ji, Nighat Bibi

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، میں اپنا ٹائم بابک صاحب کو دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ٹائم کسی کو نہیں دے سکتیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں، کیوں نہیں دے سکتی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں، اس کے بعد خوشدل خان صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں، میں اپنا ٹائم بابک صاحب کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یا سارے اپنا ٹائم بابک صاحب کو دے دیں پھر No problem، جی خوشدل خان صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سارے دے دیں، بابک صاحب بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی دے رہے ہیں، خوشدل خان صاحب، آپ بھی دے رہے ہیں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: نہیں، بات کرونگا لیکن ان کو ایک دو منٹ، ہمارا پارلیمانی لیڈر ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو پھر ٹائم نہیں ملے گا، وقت نہیں، نماز بھی ہے۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: پارلیمانی لیڈر ہے، دیکھو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس ان کو ٹائم نہیں دینگے۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: گیارہ بجے کے بجائے بارہ بجے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب کو ٹائم دے دیں، چلیں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: نہیں، میں ٹائم لونگا، Excuse me Sir, Mr. Speaker, I will talk on this point. It is very important point، میں اپنا ٹائم کسی کو نہیں دے سکتا، میں خود بات کرونگا لیکن یہ ہمارا پارلیمانی لیڈر ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، پارلیمانی لیڈر دو گھنٹے بات نہیں کر سکتا، Time is over، آپ بات کریں، اب اپنی بات کریں، جی خوشدل خان صاحب۔

جناب سردار حسین: نہیں نہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب، دیکھیں، مجھے ہاؤس چلانے دیں، ایسے نہیں ہوتا کہ آپ کھڑے ہو جائیں اور دو گھنٹے تقریر شروع کر دیں، It's not possible, come according to the rules، آپ نے بات کرنی ہے، خوشدل خان صاحب، دیکھیں، آپ شروع ہوتے ہیں۔

(شور)

جناب سپیکر: "نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر"، اتنی لمبی تقریریں نہیں ہوں گی۔

(شور)

جناب سپیکر: بابک صاحب، اس کے بعد نہیں ہو گی۔

جناب سردار حسین: نہیں ہو گی تو پھر نہیں ہو گی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں ہو گی۔

جناب سردار حسین: نہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں ہو گی، یہ کیا مذاق ہے، آپ کھڑے ہو کر شروع ہو جائیں۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، آپ یہ ٹھیک کر رہے ہو؟

جناب سپیکر: تو آپ ٹھیک کر رہے ہو؟

جناب سردار حسین: ہاں، میں ٹھیک کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: نہیں، یہ چوک یادگار تو نہیں ہے کہ آپ شروع ہو گئے ہیں، ختم ہی نہیں کرتے۔ صلاح الدین صاحب، بات کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے؟ حمیرا خاتون صاحبہ۔

(شور)

جناب سپیکر: حمیرا خاتون، بات کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے؟

محترمہ حمیرا خاتون: نہیں جی۔

جناب سپیکر: نہیں کرنی ہے، یہ ختم ہو گیا، چھوڑیں۔

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> بصیرت خان، Point of Order، بس ایڈ جرنمنٹ موشنز ختم ہو گئیں، یہ تو نہیں ہے کہ ایک ایک گھنٹہ شروع ہو جائیں، پارلیمانی لیڈر کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ آپ گھنٹہ لگالیں۔ بصیرت خان، Point of Order.

<u>محترمہ بصیرت خان:</u> اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سپیکر، آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے Point of Order پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔۔۔۔

(مداخلت)

<u>جناب سپیکر:</u> بیٹھ جاؤ، دو دو گھنٹے تقریریں بھی کرتے ہو اور باتیں بھی کرتے ہو۔ جی بصیرت خان، ڈیڑھ بجے نماز پڑھنی ہے اور بھی لوگ ٹائم مانگ رہے ہیں۔

<u>محترمہ بصیرت خان:</u> اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سپیکر، آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے Point of Order پر بات کرنے کا موقع دیا، میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم ایشو کی طرف دلانا چاہتی ہوں، 23 مارچ کو ڈسٹرکٹ خیبر میں تحصیل لنڈی کوتل کا ڈی ایچ کیو جو ہاسپیٹل ہے، اس میں میری مسیحی برادری کی ایک بہن جو ڈلیوری کے لئے تین بجے ہاسپیٹل لائی گئی، شام تین بجے ہاسپیٹل لائی گئی اور نرس نے اس کو On the spot بتایا کہ ابھی چونکہ اس میں ٹائم ہے، ڈلیوری رات کو ہوگی، رات کو آٹھ بجے ڈلیوری ہوئی، دو گھنٹے بعد اس کی فیملی کو بتایا گیا کہ آپ کی جو خاتون ہے، اس کی طبیعت خراب ہے، آپ اس کو پشاور منتقل کریں، جب نرس کو بلایا گیا، رات دس بجے جب وہ پشاور منتقل ہو رہے تھے تو اس بچے کی اور ماں کی Death ہو گئی۔ جناب سپیکر، یہاں پر منسٹر صاحب مجھے اس کا جواب دے دیں یا اس کی تحقیق کی جائے، اگر اس قسم کے ایشوز، ایک طرف تو ہم ہیلتھ کے لئے کثیر رقم رکھ رہے ہیں کہ ہماری Health facilities بڑھیں، ہم ہیلتھ کارڈز دے رہے ہیں جو کہ ایک Positive initiative ہے، اس کو ہم Appreciate کرتے ہیں لیکن دوسری طرف اگر زچہ و بچہ کی اس طرح اموات ہوتی رہیں تو اس کی روک تھام کس طرح ہو گی؟ بچے اور ماں کو دو گھنٹے پہلے بچہ اور ماں بالکل ٹھیک تھے، اگر کوئی ایشو تھا ماں یا بچے میں تو اس کی فیملی کو بر وقت اطلاع کیوں نہیں دی گئی، وہاں پر گائنوکالوجسٹ کیوں موجود نہیں تھی؟ وہ ہاسپیٹل جو ہے، افغانستان سے بھی مریض وہاں پہ آتے ہیں، ہمارے بازار زخہ خیل شلمان کا جو ہے، ہمارا ایریا ہے، Far flung area، وہاں سے بھی بچے آتے ہیں،

جناب سپیکر، یہ تو ایک ایسا ایشو ہے جس کو پبلک میں Highlight کیا گیا، لوگوں نے بتایا لیکن اس قسم کے بہت سے ایشوز آتے ہیں، جس پہ کوئی، جناب سپیکر، آپ کی توجہ چاہتی ہوں، جس پر کوئی تحقیق نہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بی بی، آپ کا پوائنٹ آگیا۔ شوکت یوسفزئی صاحب، میڈم کو جواب دیں۔

محترمہ بصیرت خان: جی سر۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر محنت وافرادی قوت): جناب سپیکر، میرے خیال سے ہم سب کو اسمبلی کی روایات کا خیال رکھنا چاہیئے، سپیکر کے ساتھ اس طرح کا رویہ کسی ممبر کا نہیں ہونا چاہیئے میرے خیال میں، میں گزارش کرونگا کہ اگر یہاں سے ایک دو تین بندے جاکر ان کو لے آئیں، کیونکہ انہوں نے جو باتیں کی ہیں، ان کا ہم جواب دینا چاہتے ہیں، ان کے سامنے دینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ باتیں ختم ہی نہیں کرتے، پھر ڈیڑھ بجے ٹائم ختم ہو جائیگا۔

وزیر محنت وافرادی قوت: نہیں، ان شاء اللہ خیر ہے، وہ میرے خیال سے ان کی جو دل کی بھڑاس ہے وہ نکالنے دیں، وہ بھڑاس کسی اور وجہ سے ہے لیکن بہر حال جس وجہ سے ہو رہی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ان کو جواب دیں، بہر حال یہ جو انہوں نے پوائنٹ اٹھایا ہے، بدقسمتی سے جو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اشتیاق ارمڑ اور لودھی صاحب جائیں۔

وزیر محنت وافرادی قوت: ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں جو Clinical audit کی کمی ہے، شاید اس وجہ سے اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں، بالکل اس کی انکوائری کرائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ لوگ ٹائم کی پابندی کریں، آپ ہی کے لئے ٹائم مانگ رہا ہوں، یہ کنڈی صاحب نے ٹائم مانگا ہوا ہے، میں کدھر سے کنڈی صاحب کو ٹائم دوں، ٹائم ہی نہیں ہے تو کدھر سے دیں؟ اب جو بندہ کھڑا ہوتا ہے وہی بات کرتا رہتا ہے۔

وزیر محنت وافرادی قوت: جناب سپیکر، یہ جو انہوں نے بات کی، جو خاتون اور بچے کی Death ہوئی ہے، اس کی بالکل انکوائری ہو گی۔ یہاں ڈی جی ہیلتھ بیٹھا ہو گا، میں ان کو حکم دیتا ہوں کہ اس کی باقاعدہ انکوائری کریں کیونکہ اس طرح کے واقعات اکثر و بیشتر ہوتے ہیں، یہ ایک واقعہ ہری پور کے اندر بھی ہوا تھا، اس کو پھر Address کیا گیا تھا، میرے خیال میں ان شاء اللہ اس کا ہم سختی سے نوٹس لیں گے۔

جناب سپیکر: لطف الرحمان صاحب، ہاؤس میں نہیں ہیں، بصیرت خان، حمیرا خاتون، آگے ایجنڈا ختم ہو گیا۔ جی، میر کلام صاحب نے ٹائم مانگا ہوا ہے، جی میر کلام صاحب۔

جناب میر کلام خان: تھینک یو جناب سپیکر، اس تحریک التواء کے حوالے سے میں نے بھی بات کرنے کی ریکویسٹ کی تھی، آپ نے Windup کرنا ہے، اس پر بہت لمبی بات ہوئی کہ اس کا مسئلہ کیا ہے، لوگوں کو کیا تکلیف ہے؟ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس کا حل نکالنا ہے، اگر ہم اس میں جائیں کہ اس کا مسئلہ کہاں سے ہے اور کہاں سے نہیں ہے؟ تو اس سے یہ بات لمبی ہو گی۔ سب سے پہلے میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے گرمی اور سردی کو کھڑکیوں سے دیکھا اور بھوک صرف کتابوں میں پڑھی ہو تو وہ لوگ یہ مسئلہ حل نہیں کر سکتے، لوگوں کی نمائندگی وہ لوگ نہیں کر سکتے، لوگوں کو ریلیف دینے کیلئے وہ کام جو چاہیئے، میری Suggestion یہ ہو گی کہ سب سے پہلے ہمارا صوبہ جو افغانستان کے ساتھ ہمارے ہر ڈسٹرکٹ سے راستے جاتے ہیں، چار دہائیوں سے افغانستان کے ساتھ پاکستان ٹاپ پر تھا، پوری دنیا سے زیادہ کاروبار افغانستان کے ساتھ پاکستان کر رہا تھا لیکن ہماری ناقص پالیسیوں کی وجہ سے بد قسمتی یہ ہے کہ ایران ہم سے آگے چلا گیا، ہم دوسرے نمبر پر آ گئے، اسی طرح اگر ہم چلتے رہے تو اس پار کے جو لوگ ہیں، یہ لوگ اس طرح سے اور بھی Suffer ہونگے۔ جناب سپیکر، ایک بات تو یہ ہو گئی کہ افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات اور ہمارا کاروبار یا ہماری داخلہ اور خارجہ پالیسی سے ہٹ کر بزنس کے حوالے سے ان کے ساتھ ہم نے اچھے تعلقات رکھنا ہونگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے ساتھ جو ہماری بجلی، گیس، تیل کی رائلٹی باقی ہے، اس کو ہم نے مانگنا ہو گا اور وہ ہمارے سی ایم صاحب یا ہمارے یہاں پر بیٹھے ہوئے بھائیوں کی ذمہ داری ہے، اس صوبے کے لوگوں نے ان کو ووٹ دیا ہے کہ وہ مرکز میں جا کر وہاں پہ لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں، یہ صوبہ، یہ علاقہ اب اتنی غربت میں آ گیا ہے کہ میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں، چونکہ آپ آج غصے میں ہیں، ایسا نہ ہو کہ میرا مائیک بھی ٹائم سے پہلے بند کر دیں لیکن میں ایک شعر سناتا ہوں کہ تھوڑا سا ماحول Relax ہو جائے:

پہ کومہ خلہ ځان تہ نمسے د خوشحال خان وائی
چې د غاصب پہ وړاندې جې سر او قربان وائی
د کرک ګیس، تیل، یورینیم، مالګہ او نور وسائل
دا چرتہ ځی، دا شوک لوټی، دا شوک باغیان وائی
او زہ بہ ښہ نہ یم خو دومرہ بد بہ هم نہ یم

زما په حقله چې دا کوم څه دربار یان وائی

جناب سپیکر، ډیره مهربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> میر کلام صاحب، تھینک یو جی، نگہت بی بی۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> تھینک یو جناب سپیکر، یہ دو بہت اہم قراردادیں ہیں، Important قراردادیں ہیں، اس میں شاہ محمد صاحب پہلی قرارداد میں میرے ساتھ Agree ہیں، میں 124 کے نیچے رولز 240 کو Relax کرواکر یہ قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> کونسی قرارداد ہے، ایجنڈے پر تو نہیں ہے؟

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر، ایجنڈے میں کب قراردادیں آتی ہیں، شاہ محمد صاحب میرے ساتھ Agree ہوئے ہیں، یہ بہت Important مسئلہ ہے، اس دن جب میں ٹرانسپورٹ پر بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> چلو، Rule relax کرائیں۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> رول 124 کو رول 240 کے تحت سسپنڈ کر کے مجھے قرداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

<u>Mr. Speaker</u>: Is it the desire of the House that rule 124, may be relaxed under rule 240, to allow the honorable Member, to put the resolution? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say, ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker</u>: The ‘Ayes’ have it. The Member is allowed to move the resolution.

قراردادیں

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب، یہ قرارداد نمبر 1049 ہے۔ یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہے کہ ٹرانسپورٹ پلاننگ اینڈ ٹریننگ۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> نگہت بی بی، میرے پاس تو نہیں ہے۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر، وہ آپ کو دی ہوئی ہے، یہ دے دیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مجھے دیں، نگہت بی بی والی مجھے دیں، ریزولیوشن مجھے دیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، اس پہ شاہ محمد صاحب میرے ساتھ Agree ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہے کہ ٹرانسپورٹ پلاننگ اینڈ ٹریفک انجینئرنگ یونٹ محکمہ ٹرانسپورٹ خیبر پختونخوا کا ایک ٹیکنیکل یونٹ ہے، جو پچھلے پانچ سال سے پراجیکٹ کی حیثیت سے اپنی خدمات احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے، حالانکہ دوسرے صوبوں میں یہ مستقل بنیادوں پر کام کر رہا ہے، چونکہ ٹرانسپورٹ پلاننگ اینڈ ٹریفک انجینئرنگ یونٹ کے ملازمین میں ٹیکنیکل اور فارن کوالیفائیڈ لوگ موجود ہیں، لہذا اس معزز ایوان سے میں پرزور مطالبہ کرتی ہوں کہ ٹرانسپورٹ پلاننگ اینڈ ٹریفک انجینئرنگ یونٹ محکمہ ٹرانسپورٹ کے تمام ملازمین کو فوری طور پہ مستقل کیا جائے اور یہ صرف 24 ملازمین ہیں، کیونکہ ان 24 ملازمین کے لئے فنڈ بھی پڑا ہوا ہے، یہ 24 ملازمین عمران نیازی صاحب کے Vision پہ باہر کے ملکوں سے آئے تھے، انہوں نے باقاعدہ پانچ سال اپنے بی آر ٹی کو بھی دیئے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: منسٹر صاحب، سے میری درخواست ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی شاہ محمد وزیر، منسٹر صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: منسٹر صاحب سے میری درخواست ہے لیکن اس میں میری ایک چھوٹی سی عرض سن لیں، اس میں Main جو ٹرانسپورٹ کا بل ہے، میں نے ایک چھوٹی سی اس میں امنڈمنٹ بھی کی ہے تو پھر کسی وقت اگر Allow کر دیں، منسٹر صاحب کی خواہش کے مطابق تو پھر میں یہ لے آؤں گی۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب شاہ محمد خان (وزیر ٹرانسپورٹ): شکریہ جناب سپیکر، جو (Transport Planning & Traffic Engineering Unit) TPU Project کا ذکر کر رہی ہیں، جون تک اس کی Extension ہو چکی ہے، KPUMA بورڈ جس کا چیئرمین چیف منسٹر بذات خود ہیں، اس نے ہمیں یہ

Refer کیا ہے، ہم اپنے Comments دینگے، میرے ساتھ کمیٹی میں سیکرٹری پی اینڈ ڈی اور سیکرٹری ٹرانسپورٹ بھی ہیں، اگر وہ کال اٹنشن لانا چاہتے ہیں یا جو بھی لانا چاہتے ہیں، اس کو سٹینڈنگ کمیٹی میں Refer کرنے کی ہم سفارش کرینگے۔

جناب سپیکر: کمیٹی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں جناب سپیکر صاحب، یہ مائیک ذرا کھول دو، اچھا اس میں یہ ہے کہ Main ان کا جو ٹرانسپورٹ کا بل ہے، یہ تو قرارداد ہے، یہ تو پاس ہو جائے گی، کیونکہ منسٹر صاحب میرے ساتھ Agree ہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ Main جو ٹرانسپورٹ کا بل ہے، اس میں ایک چھوٹی سی امنڈمنٹ جیسا کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ایک وقت پہ دو باتیں نہ کریں، یہ ابھی ریزولیوشن ہے، یہ پاس ہو گی یا Reject ہو گی، اب منسٹر صاحب Agree کرتے ہیں تو پھر ہم اس کو پاس کرتے ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، وہ جو دوسری بات ہے وہ الگ ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: پاس کریں جی؟

وزیر ٹرانسپورٹ: ہاں۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution No.1049 may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution No.1049 is hereby passed.

بابر سلیم سواتی صاحب، Rule relaxed ہے، اپنی ریزولیوشن پیش کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، یہ میری دوسری قرارداد ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس تو ایک قرداد ہے۔

جناب بابر سلیم سواتی: یہ ایک مشترکہ قرارداد ہے، جناب احمد حسین شاہ صاحب، نوابزادہ فرید صلاح الدین، زبیر خان کی۔ یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وفاق کے اعلان کردہ

ایئرپورٹ بمقام لساں نواب مانسہرہ بڑی سست روی کا شکار رہا ہے، اس مقصد کے لئے حکومت نے 6276 کنال اراضی پہ سیکشن فور لگایا اور اس کے لئے مختص کی، مالکان کو پیسے دینے کے لئے 45 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی، بعد میں کافی عرصہ گزرنے کے بعد نامعلوم وجوہات کی بناء پر یہ سیکشن فور Withdraw کی گئی ہے، پیسے ابھی ہمارے پاس ضلع مانسہرہ ہی میں موجود ہیں۔ جناب سپیکر، یہ اسمبلی اس متفقہ قرارداد کے ذریعے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وفاقی حکومت اور متعلقہ اداروں کے ساتھ فی الفور اس انتہائی اہم نوعیت کے پراجیکٹ کے سلسلے میں ضروری اقدامات اٹھانے کی سفارش کرے اور ایئرپورٹ ہذا کے لئے مختص زمین پر سیکشن فور دوبارہ لگا کر اس کو Notify کیا جائے، یہ دفاعی، کمرشل اور سیاحت تینوں لحاظ سے بڑی زبردست Location ہے، ہمارا انڈیا کو Interception کا ٹائم وہ Hardly forty five second سے Fifty second پہ چلا جائے گا، ہم اٹھتے ہی ان شاء اللہ ان کو Intercept کر سکتے ہیں۔ سیاحت پہ ہماری حکومت کا بڑا زور ہے، اس سے بیرون ملک سیاحوں کو ایک بڑا Easy access ملے گا۔ میں وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا، مراد سعید اور سوات اور ملاکنڈ کے تمام لوگوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جناب اپنی ریزولیوشن پڑھیں۔

<u>جناب بابر سلیم سواتی</u>: بس ریزولیوشن میری یہی ہے سر۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں پڑھی، آپ نے ابھی وہ آدھی ہی رہ گئی ہے، جب آپ پڑھیں گے تو وہی ریکارڈ پہ جائے گی۔ یہ اسمبلی اس۔

<u>جناب بابر سلیم سواتی</u>: یہ مطالبہ کرتی، یہ اسمبلی متفقہ طور پر صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت اور متعلقہ اداروں کے ساتھ فی الفور اس انتہائی اہم نوعیت کے پراجیکٹ کے سلسلے میں ضروری اور فوری اقدامات اٹھانے کی سفارش کرے، ایئرپورٹ ہذا کے لئے مختص زمین پر سیکشن فور دوبارہ لگا کر اس کو Notify کیا جائے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: دفاعی اور کمرشل اعتبار سے۔

<u>جناب بابر سلیم سواتی</u>: دفاعی اور کمرشل اعتبار سے مجوزہ ایئرپورٹ بہت اہمیت کا حامل ہے، اس سے نہ صرف ملکی اور غیر ملکی سیاح مستفید ہوں گے، بلکہ کثیر زرمبادلہ اور تجارت، سیاحت کے فروغ میں یہ سنگ میل ثابت ہوگا۔ ایئرپورٹ ہذا راولپنڈی، اسلام آباد، گلگت اور دیگر شمالی علاقہ جات کی جملہ آبادی کے

لئے ایک واحد ہوائی سفر کا ذریعہ ہوگا، مزید برآں ملکی دفاع ناقابل تسخیر بن جائے گی، ہماری دفاعی صلاحیت Interception پہلے سے بڑھ کر زیادہ ہو جائے گی۔ Thank you very much.

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honorable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر، یہ میری دوسری قرارداد ہے-----

جناب سپیکر: کونسی قرارداد؟ نگہت بی بی، اپنی ریزولیوشن پیش کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: مائیک On کردیں، پلیز۔ ہرگاہ کہ ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں "سورہ" کے بارے میں الگ سے قانون نہ ہونے کی وجہ سے کافی دشواریاں درپیش ہیں جس کی وجہ سے کمسن بچیوں اور عورتوں کا قانونی اور سماجی تحفظ سوالیہ نشان بن جاتا ہے، جس کے لئے قانون سازی ناگزیر ہے، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ "سورہ" کے بارے میں الگ قانون سازی کرے تاکہ عورتوں اور کمسن بچیوں کو قانونی اور سماجی تحفظ حاصل ہو سکے، ان کو وہ طعنے نہ سننے پڑیں جو کہ ہمیشہ "سورہ" کی مد میں ہیں۔ اس (بارے میں) ایڈجرنمنٹ موشن پر بڑی بحث بھی اس دن ہوئی تھی لیکن اس وقت قرارداد نہیں ہو سکی، ابھی میں نے شوکت یوسفزئی----

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the------

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اس میں جناب سپیکر، شگفتہ ملک کا بھی نام ہے، شوکت، تم اٹھو نا۔ تم نے بھی تو بات کی تھی۔

سید محمد اشتیاق (وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: جی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں، اشتیاق ارمڑ صاحب، آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں؟

وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: : وہ مہنگائی کے حوالے سے میں بات کروں گا-----

جناب سپیکر: جی۔

وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: سر، مہنگائی کے حوالے سے میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ ادھر واپس آتے ہیں، ٹھیک ہے جی، یہ ریزولیوشن۔

Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honorable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Ji, Khushdil Khan.

رسمی کارروائی

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب، بہت شکریہ آپ کا۔ ہاؤس کا ماحول خوشگوار تھا لیکن حالات ایسے بنے سر، آپ Custodian ہیں، آپ سینیئر پارلیمنٹرین ہیں، آپ کی عزت ہمارے لئے فرض ہے لیکن ہم کہاں بات کریں؟ اور پھر بات بھی اس صوبے کے حقوق کے بارے میں، یہاں کے عوام کی مشکلات بیان کرنے کے لئے ہم کہاں جائیں گے؟ کیا ہم اب سڑکوں پر جائیں، آپ کے بنگلے کے سامنے بات کریں، وزیراعلیٰ ہاؤس کے سامنے بات کریں؟ ہمارے لئے یہ ایک جرگہ ہال ہے، یہ ہی ہمارے لئے بات کرنے کی جگہ ہے، عوام کی بات کرتے ہیں، آپ بہت حوصلہ رکھنے والے ہیں لیکن آج میرے خیال میں Questions / Answers کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوئی، ہم اس کے لئے معذرت چاہتے ہیں۔ یہ جو مہنگائی کا مسئلہ ہے، ہمارے بھائی صلاح الدین نے ایڈجرنمنٹ موشن لائی ہے، آپ نے اس کو Admit کر کے، یہ بہت اہم مسئلہ ہے، یہ مسئلہ ایک غریب، ایک دیہاڑی مار سے لے کر ایک افسر تک سب اس سے متاثر ہیں، تمام خاندان متاثر ہو رہے ہیں اور ہو چکے ہیں، میں ان باتوں میں نہیں جانا چاہتا ہوں، بابک صاحب نے اس پر بہت طویل بات کی، صلاح الدین نے بھی بات کی، کیا چیزیں مہنگی ہوتی جارہی ہیں، کیا چیز مہنگی نہیں ہو رہی ہیں؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ What are the reasons?، مہنگائی کی کیا وجوہات ہیں؟ اس پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، میں اس ڈیٹیل میں نہیں جاتا، میں نے بھی پوائنٹس لئے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں، صرف ایک مثال، اب یہ 27-06-2020 کی رپورٹ ہے، اس وقت پٹرول کی قیمت 74.02 روپے فی لیٹر تھی، اسی دن فوراً 100 روپے یعنی 25.58 روپے فی لیٹر اضافہ ہو گیا، اب مہنگائی کے اضافے کو دیکھو اور اس کے کم کرنے کو دیکھیں، کتنا فرق آتا ہے؟ ڈیزل کی جو 27-06-2020 کو 80.15 تھی، 101.46، اور 21.31 فی لیٹر اضافہ ہو گیا، یہ آپ ورلڈ بینک کے مطابق ہماری GDP جس کی وجوہات میں نے یہاں پر لکھی ہیں، سب سے بڑی جو مہنگائی کی وجہ ہے، بدقسمتی سے ہمارا یہ ملک باہر کے اداروں کی غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر، محمود جان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔)

Mr. Deputy Speaker: House in order, House in order. Ji, Khushdil Khan Sahib.

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: یہ جو مہنگائی پر بات ہو رہی تھی، میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اس پر ہمارے ساتھیوں نے بہت طویل بات کی، اب میں اس کی وجوہات بیان کر رہا ہوں، حکومت کو چاہیئے کہ وہ سنجیدگی کو فروغ دے۔ سب سے پہلے جو مہنگائی کی وجہ ہے، وہ یہ ہے کہ ہم آئی ایم ایف کی غلامی کی زنجیر میں جھگڑے ہوئے ہیں، ہم ان کے اشاروں پر چیزوں کی قیمت بڑھاتے ہیں، وہ جو کہتے ہیں، ہم وہ مانتے ہیں، اگر ہم ان کی بات نہیں مانتے تو پھر ہمیں وہ قرضے نہیں دیتے لیکن افسوس کی بات کہ ہمارے وزیراعظم کا قوم سے ایک وعدہ تھا کہ میں خیرات کے کشکول کو توڑوں گا، میں ایک پینی بھی کسی سے قرضہ نہیں لوں گا لیکن اگر آپ ان دو سالوں کا ریکارڈ دیکھیں، اس حکومت نے ایک سال میں پچھلی حکومتوں سے زیادہ قرضہ لیا ہے، کتنا لیا؟ وہ آپ سب کو پتہ ہے۔ جناب عالی، جب تک ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے سنجیدگی سے کام نہیں کریں گے تو یہ مہنگائی بڑھتی رہے گی، ہم ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور ایشیاء بینک کے قرضوں میں جھگڑے رہیں گے، اس قوم کو پیسے دینے ہونگے، قوم کو ان مشکلات سے گزرنا پڑے گا۔ جناب عالیٰ، میں آپ کو ورلڈ بینک کی ایک ایک رپورٹ کے بارے میں پاکستان کی جو موجودہ GDP ہے، 0.50 percent ہے، انڈیا کا دیکھیں، 5.40 ہے، سری لنکا کا 3.30 ہے، افغانستان جو چالیس سال سے لڑائی جھگڑوں میں ہے، چالیس سال سے خون خرابہ وہاں پر ہو رہا ہے، وہاں پر ان کا GDP 2.50 ہے، بنگلہ دیش کا جس نے ہم سے آزادی حاصل کی ہے، ان کا GDP 1.60 ہے، اب میں یہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اب "روک سکتے ہو تو روک لو"، یہ کیا ہے؟ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا مصائب ہیں، کیا مشکلات ہیں کہ ہمارا ملک ترقی کی بجائے نیچے آ گیا؟ وہ ممالک جہاں پر جھگڑے ہیں، جہاں پر غیر اعلانیہ جنگ جاری ہے، وہ ملک جو ہم سے آزاد ہو کر ان کا GDP ہم سے زیادہ ہے۔ جناب عالی، دوسری بڑی جو مہنگائی کی وجہ ہے، وہ ناکام معاشی پالیسیاں ہیں، اس سے مہنگائی ختم نہیں ہوتی کہ کوئی بھوکا نہ سوئے، پروگرام شروع کر لیں، لنگر خانے شروع کریں، اس سے مہنگائی پر کوئی فرق نہیں پڑتا، بلکہ اس سے کرپشن زیادہ ہوتی ہے، میں یہاں پر حضور پاک ﷺ کا ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خوشدل صاحب، Windup کریں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: اس کے زمانے میں، دا هم نه کوم، يو اسلامی خبره ده، يو دينی خبره ده-----

جناب ڈپٹی سپیکر: دا او کړئ جی، بيا Windup کړئ۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: حضورﷺ کے زمانے میں ان کے پاس ایک بندہ چلا گیا، اس نے اس سے پیسے مانگے، اس نے کہا کہ مجھے کچھ پیسے دے دیں، میرے ساتھ پیسے نہیں ہیں تو حضورﷺ نے ان کو دو درہم دیئے، خیرات کے واسطے نہیں، دو درہم دیئے کہ ایک درہم پر آپ کلہاڑی خرید لیں اور ایک درہم پر آپ رسی خرید کر فلاں جنگل س4ے آپ لکڑی کاٹ کر لایا کریں اور فلاں بازار میں آپ بیچتے رہیں، تاریخ گواہ ہے کہ پھر وہ آدمی اس زمانے کا ایک مالدار آدمی بن گیا۔ ہمارے لنگر خانوں سے کام نہیں چلتا، کوئی بھوکا نہ سوئے تو اس سے کام نہیں چلتا، اس سے مزید کرپشن میں اضافہ ہو رہا ہے، ٹرکوں میں کچن بنانا، اسلام آباد اور پشاور کی سڑکوں پر یہ قوم کی کوئی اچھی روایت نہیں ہے، اس کے بجائے ایک کارخانہ قائم کریں، اس کے بجائے آپ فیکٹری بنائیں، اس کے بجائے آپ بجلی کا سسٹم ٹھیک کریں، اس کے بجائے آپ گیس کا، تاکہ اس سے قیمت کم ہو کر لوگ باروزگار ہو جائیں۔ یہ جو ہم کہتے ہیں کہ کرپشن، آپ نے ابھی ابھی ایک رپورٹ پڑھی ہو گی، میں نے بھی پڑھی ہے، Transparency International نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: خوشدل خان صاحب، Windup کړئ جی۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: پاکستان میں کرپشن گزشتہ سال سے بڑھ گئی، ہمارا ملک جو 180 ممالک ہیں، 124 ranking میں آ گیا، آپ اندازہ لگائیں، دوسری طرف ہمارے چیئرمین نیب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے 325 ارب روپے کی Recovery کی ہے، وہ Recovery کہاں گئی، کہاں کرپشن ختم ہو رہی ہے؟ میں ابھی، یہاں میرے ایک معزز-----

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو خوشدل صاحب، Windup کړئ جی، ځکه چې هم هغه بيا جوړيږي، Windup کړئ، يو منټ کښې Windup کړئ۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ہمارا ایک معزز ممبر یہاں، جو انرجی کا چیئرمین بھی ہے، اس نے کہا تھا کہ ایڈوائزر جو Energy & Power کا ایڈوائزر تھا، ان کو اس وجہ سے ہٹایا گیا کہ انہوں نے کرپشن کی تھی، سیکرٹری نے کرپشن کی تھی، ان کے عملے نے کرپشن کی تھی، تو یہ NRO نہ دیا کریں کہ ایک آدمی کو آپ

کہیں کہ آپ گھر چلیں جائیں، آپ ان سے استعفیٰ لیتے ہیں، یہ بھی NRO کے مترادف ہے، یہ Amounting to NRO، آپ ان کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیتے؟ یہ ریکارڈ پر آگیا، میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں، اس ہاؤس سے مطالبہ کرتا ہوں۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو، خوشدل خان صاحب۔ حمیرا خاتون صاحبہ۔

<u>محترمہ حمیرا خاتون:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں آج اس اہم موشن پر صرف تقریر اور میرے خیال میں ایک دوسرے کے ساتھ اظہار رائے کی بجائے ہمیں کسی Consensus پہ پہنچانا چاہیئے اور باقاعدہ لائحہ عمل طے کرنا چاہیئے۔ مہنگائی کے بارے میں پہلے یہ صورتحال تھی کہ سالوں میں مہنگائی بڑھتی تھی، اب درجہ بدرجہ وہ گر کر مہینوں میں اور اب روزانہ کی بنیادوں پہ مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، مہنگائی سے لوگوں کا یہ حال ہے کہ تین وقت کی بجائے اب لوگ ایک وقت کھانے پہ گزارہ کر رہے ہیں کیونکہ حالات بہت زیادہ ابتر ہو رہے ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ حکومت اس مسئلے سے بے خبر نہیں ہے کیونکہ پی ایم صاحب کا جو نعرہ تھا، اس نعرے کے اندر ان کی یہ بھی ایک بات تھی کہ بچوں کی ایک مخصوص بیماری کی طرف جو ان کا اشارہ تھا، اس میں بھی یعنی بھوک و افلاس کی کمی کی وجہ سے بچوں میں اس بیماری کا پیدا ہونا تھا، لہذا یہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ مہنگائی ایک ایسے ملک کے اندر ہم اس کا رونا رو رہے ہیں جو زرعی ملک ہے، جو چاول اور گندم کی پیداوار ایک بہت اور بڑی تعداد میں کرتا ہے، لہذا ہمیں ان حکمت عملیوں پہ بھی سوچنا چاہیئے۔۔۔۔۔

<u>Mr. Deputy Speaker:</u> House in order.

<u>محترمہ حمیرا خاتون:</u> ہماری ایگریکلچر لینڈ جو ہے، دن بدن اس پر کالونیاں بن رہی ہیں، اس کے لئے Un planned جو منصوبے ہو رہے ہیں، اس طرف بھی توجہ دینی چاہیئے کہ کیا ہماری زرعی زمین جو ہے، اس کی تعداد میں کمی آرہی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت جب اس مسئلے سے بے خبر نہیں ہے تو آیا حکومت اس کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ چونکہ آج کل ہم کورونا کی صورتحال سے گزر رہے ہیں، پوری دنیا کورونا سے متاثر ہے، کورونا کا واحد علاج جو آیا ہوا ہے، سروے کے نتیجے میں وہ بھی Immune system کو بڑھانے کی بات ہے کہ آپ اپنے Immune system کو بڑھائیں گے تو کورونا سے بچیں گے، Immune system ہم سب کو پتہ ہے کہ خوراک سے اس کا تعلق ہے، جب ہمارے بچوں کو اور ہماری خواتین اور مردوں کو بہترین خوراک ملے گی، ان کا Immune system بڑھے گا۔ آج ہمارے صوبے کے اندر Law & Order کے بڑھتے ہوئے مسائل ہیں، اس پہ قابو پانا مشکل ہے، میرے خیال

میں وہ بھی مہنگائی کے ساتھ جڑ رہے ہیں، یہ سارے تانے بانے جب جاکر جاتے ہیں تو اس کا اثر مہنگائی کے ساتھ ہی آتا ہے، معاشرے کے اندر نوکریوں کی حالت اس حال پہ ہے کہ ہماری Youth جو ہے وہ ساری بے روزگار ہے، لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ بڑھتے ہوئے آئس اور نشے کی طرف جو ہماری Youth جا رہی ہے، اس وقت Psychiatry کے جو مسائل بے تحاشا بڑھ چکے ہیں، ہمارے معاشرے کے اندر Youth جو ہے وہ Psychiatry مسائل سے دو چار ہے، ان ساری چیزوں کا تانا بانا مہنگائی سے جڑ رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پہ سیریس سوچنا چاہیئے، اس کے لئے مثبت اقدامات کئے جائیں۔ شکریہ۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو۔ جناب احمد کنڈی صاحب۔

<u>جناب احمد کنڈی</u>: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ وقت بھی بڑا کم ہے، میں کچھ مختصر سی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جو مہنگائی کا مسئلہ ہے، مختلف تنقیدیں ہوئیں، صوبائی حکومت کے اوپر لیکن ان کو تھوڑا سا Holistically دیکھتا ہوں۔ یہ ایوان کیوں ناکام ہوا؟ یہ ایوان کیوں بے بس ہے یا صوبائی حکومت مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں؟ جناب سپیکر، میں دو تین تجاویز دونگا۔ یہ مسئلہ Basically ہے کیا، اس کے لئے میرے ذہن میں کیا حل ہے؟ میں حکومت کے آگے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر، Inflation یا مہنگائی سے اس کا Direct relation ہے Economic growth کے ساتھ اور Economic growth کا Direct relation ہے Political stability کے ساتھ، لیکن آپ مجھے بتائیں، کیا وہ ریاست جو کہ اپنے آپ کو ایک Deep state تصور کرتی ہے، وہ ریاست جو اپنے آپ کو Strategic depth تصور کرتی ہے، ان Terminologies کو ہمیں Change کرنا پڑے گا، تب جاکر Political stability آئے گی، Economic stability آئے گی، مہنگائی کم ہوگی، یہ Strategic depth کی جگہ ہمیں Economic depth پہ بات کرنی پڑی گی، ہمیں Deep state کی جگہ Economic state بنانا پڑے گا، Security state کی جگہ ہمیں اسے اقتصادی، معاشی قوت بنانا پڑے گی، تب جاکر یہ مہنگائی کم ہوگی، Inflation بھی کم ہوگی، ہم لوگوں کو ریلیف دے سکیں گے۔ اس کے لئے تجویز کیا ہے؟ بڑی مختصراً میں تجویز دیتا ہوں، اس کے لئے آپ مجھے بتائیں، یہ صوبائی حکومت بیٹھی ہوئی ہے، اس ریاست نے 1947 سے لیکر 2021ء تک جب ریاست اپنے سیاسی مقاصد کے لئے نام نہاد مذہب کا نام استعمال کرے گی تو کبھی بھی یہ فلاحی ریاست نہیں بن سکتی، یہ وہ ریاست نہیں بن سکتی جس کا خواب علامہ اقبال اور قائداعظم نے دیکھا ہے، جناب سپیکر، یہ صرف

صوبائی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پورا ایوان ناکام ہو چکا ہے، عوام کو ریلیف دینے میں اور وہ اس لئے نا کام ہو چکا ہے، کچھ قوتیں ہم سے بالاتر ہیں، جو اس ریاست کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو استعمال کرتی ہیں، اس سے گھناؤنا کھیل اور نہیں ہو سکتا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج کل کے حالات آپ کے سامنے ہیں، ہمیں نظر آ رہا ہے، وہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ بھی اسی طرح چیخیں گے، جب دوسری سیاسی جماعتیں چیختی رہیں، اس کا حل کیا ہے؟ سب سے بہترین حل ہمیں Political consensus بنانا پڑے گا، کوئی بھی واحد سیاسی جماعت ان مسائل کا حل نہیں ڈھونڈ سکتی، یہ مسائل حل نہیں ہوں گے، عوام کو ریلیف نہیں ملے گا، ان ایوانوں پر اعتماد کھوئیں گے، ہم سارے لوگ Suffer کرینگے، تمام جماعتیں Suffer کریں گی لیکن اس میں ہمارا قصور بھی ہے، ہم اس سے ماورا نہیں ہیں۔ آپ مجھے بتائیں، آج کونسی سیاسی جماعت ہے، تمام سیاسی جماعتیں، پہلے میں اپنی جماعت کو دیکھتا ہوں، پھر بعد میں دوسرے کے گریبان میں دیکھتا ہوں، ہم نے جمہوریت کے نام پر بادشاہتیں قائم کی ہوئی ہیں، کونسی جماعت ہے جس میں جمہوریت موجود ہے، ہم لوگوں کے سامنے کیا لیکر جائیں گے؟ ہم جمہوریت کے دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آج میں اب بانگ دہل یہ ماننے کو تیار ہوں، پہلی میری جماعت میں مجھ جیسے ورکر اپنے لیڈر کو بات نہیں کر سکتے، ہم اپنی جماعتوں میں جمہوریت کیوں قائم نہیں کر سکے؟ (تالیاں)

یہ ہم سب کا فرض بنتا ہے، تمام ایم این ایز کا، ایم پی ایز کا، پارٹیاں بدلنا بہت آسان ہے لیکن پارٹیوں کے اندر جمود کو توڑنا بڑا مشکل کام ہے، جب تک یہ نہیں توڑیں گے تو آپ عوام کو ریلیف نہیں دے سکتے۔ یہ مہنگائی کے مسائل، آج ہم لوگوں نے لوگوں سے آٹا چھین لیا، آج لوگوں سے ہم نے دودھ چھین لیا، مجھے ایسے لوگ ملے جنہوں نے دودھ کی چائے پینا چھوڑ دی، اس سے زیادہ زیادتی کیا ہو گی جو ہم لوگوں کو دے رہے ہیں؟ خدارا کچھ ہمیں سوچنا پڑے گا، وقت کم ہے، میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہتا، دو تین چیزیں کرنا پڑیں گی، اس ریاست کو فیصلہ کرنا پڑے گا، اگر یہ ریاست اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کا نام استعمال کریگی تو یہ ہم جتنی بھی محنت کر لیں اس کے اوپر پانی پھرے گا، ہم جب تک اپنی سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوریت قائم نہیں کریں گے، ہم لوگوں کو ریلیف نہیں دے سکتے، یہ مہنگائی کا ڈھول بجتا رہے گا، لوگ ہمیں گالیاں دیتے رہیں گے، Across the board ہم ایک دوسرے کو لعن طعن کرتے رہیں گے، خدارا میں ان کو صرف گزارش یہ کرتا ہوں، تحریک انصاف کو، انہوں نے ان کے آنے سے اس سوسائٹی میں Polarization بڑھ گئی ہے، نفرتیں بڑھ گئی ہیں، تقسیم بڑھ گئی، تعصب بڑھ گیا، خدارا کم از کم اس

کو تو کنٹرول کریں، ہمیں پتہ ہے ایسے مسائل ہیں جو ان کے ہاتھ سے ان کے بس سے بالاتر ہیں۔آخر میں میں صرف یہی تجویز دونگا، میرے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، اس طرف ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، پاکستان کا مستقبل Political consensus میں ہے، پاکستان کا مستقبل Polarization میں نہیں ہے، یہ ہمیشہ اٹھتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، ہم لوگ برداشت کرتے ہیں، چور، ڈاکوں کا نام لیتے ہیں، ہر ایشو کو انہوں نے چور، ڈاکوں کے ساتھ نتھی کیا ہوا ہے، دو سال بعد انہوں نے الیکشن میں جانا ہے، میں بار بار کہتا ہوں، یہ حکومت ناکام ہو گی تو سیاست دان ناکام ہو نگے، سیاست دان ناکام ہو نگے تو ہمیں افسوس ہو گا، ہم اس Category سے تعلق رکھتے ہیں، میں Windup کر رہا ہوں، میری صرف یہی تین باتیں ہیں، تعصب، تقسیم اور نفرت کو ختم کریں، اپنی جماعتوں کے اندر جمہوریت قائم کریں، اس ملک میں ریاست کو فیصلہ کرنا پڑے گا، نام نہاد سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کا نام استعمال نہ کریں، نہیں تو یہ وہ کھیل کھیلا جارہا ہے، پہلے یہ خیبر پختونخوا اس آگ میں جلتا رہا، اب پورا پاکستان اس آگ میں جلے گا۔ والسلام، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شوکت یوسفزئی صاحب۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر محنت وافرادی قوت): شکریہ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو له زه په Point of Order باندې ټائم درکوم، تاسو په دې خبره کوئ، تاسو په Point of Order باندې کاغذ راليږلے دے، که په دې باندې خبره کوئ۔

جناب لطف الرحمان: په Point of Order باندې خبره کول غواړم چې دوئ جواب راکړی بیا به جواب راکوی-----

جناب ڈپٹی سپیکر: یو منټ لطف الرحمان صاحب، تاسو په Point of Order خبره کول غواړئ که التواء باندې کول غواړئ؟

جناب لطف الرحمان: زه په دې هم کول غواړم او په Point of Order دواړو باندې خبره کول غواړم-----

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک شوه، په دې خبره اوکړئ۔

جناب لطف الرحمان: بیا به حکومت واؤرو چې حکومت څه وائی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ځکه چې کوم تاسو ریکویسټ کړے وو نو هغه تاسو د بحث د پاره نه دے کړے۔

جناب لطف الرحمان: شکریہ، جناب سپیکر۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، آج جو بحث ہو رہی ہے اور جو پوائنٹس ہمارے ممبران نے اسمبلی میں اٹھائے، بنیادی طور پر یہ کوئی آج کا مسئلہ نہیں ہے، یہ تسلسل کے ساتھ مہنگائی بڑھتی چلی جا رہی ہے، اب لوگوں کی برداشت سے باہر ہے، میں اس پہ زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا، اب لوگ بے بس ہو چکے ہیں، وہ جواب دے چکے ہیں، لوگ اتنی مشکل سے گزر رہے ہیں اور اتنی بڑی زیادتی ہے، اس وقت جو بھی آئٹم ہے یا اور کوئی چیز جو زندگی کی ضرورت ہے، اس حوالے سے لوگ اب ایک دوسرے پر اس طرح ہاتھ ڈالتے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے، دن دہاڑے ہمارے ڈی آئی خان میں دس بجے ایک ڈاکا ہوا ہے، اس میں ایک بندہ بھی مر جاتا ہے اور ڈاکو ڈاکا بھی ڈال لیتے ہیں، بندے کو بھی مار کر چلے جاتے ہیں، صورتحال یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے گریبانوں میں ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ میرے دوستوں نے یاد دلانے کی کوشش کی، میں سمجھتا ہوں کہ اب یاد دلانا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کون کون سے بیان اٹھا کر، حکومت کے یا پی ٹی آئی کے لیڈر کے بیانات اٹھا کر ہم یہاں اسمبلی میں پیش کریں؟ سوشل میڈیا بھرا پڑا ہے، روز میڈیا پر وہی بیانات دہرائے جاتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس کا حل نکالنا چاہیئے۔ اب بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کو گالیاں دیں، ہونا یہ چاہیئے کہ حکومت اس کا کوئی حل نکالے اور پاکستان کے عوام کو ریلیف ملنی چاہیئے۔ جناب سپیکر، یہ تقریر اس مہنگائی کے حوالے سے ہے، چند باتیں میں نے کرنی تھیں، میرے دوستوں نے تفصیلاً اس پہ باتیں کی ہیں، میں ان باتوں کی تائید کرتا ہوں، انہوں نے جو بھی باتیں کی ہیں، یہ اس وقت ہاؤس کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، تمام مسائل کی جنم یہاں سے ہوتی ہے، میرے دو پوائنٹس اس حوالے سے ہیں، دوسری پوائنٹ جو ہے، اس وقت جو لاہور میں خون کی ہولی کھیلی گئی ہے، دو تین دن پہلے جس طرح ڈائریکٹ لوگوں کو گولیاں ماری گئی ہیں، جس طرح بکتر بند گاڑیاں ان کے اوپر چھڑائی گئیں، ان پہ ہسپتال کے دروازے بند کر دیئے گئے، ایمبولنس روک دیئے گئے کہ ایمبولنس زخمی ہسپتال نہیں لے جا سکتے، بات کیا تھی؟ بنیادی بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی توہین اگر فرانس میں ہوتی ہے، فرانس کے لوگ توہین کرتے ہیں تو مسلمان اس کو کس طرح برداشت کر سکتے ہیں، کیا پاکستان جیسے جمہوری ملک میں جو اسلام کے نظریئے سے حاصل کیا گیا ملک ہے، کیا اس جمہوری ملک میں جو اسلامی نظریئے کا ملک ہے،

اس میں کیا توہین رسالت کے حوالے سے لوگ احتجاج نہیں کر سکتے؟ اگر احتجاج کرتے ہیں، آپ کی پبلک ہے، آپ کے عوام ہیں، آپ نے اس کو کس طریقے سے Deal کرنا ہے؟ اگر آپ کو ان کے عزائم کا پتہ تھا، انٹیلی جنس آپ کے پاس تھی، آپ اس سے پہلے ان کو Engage کرتے، آج یہ صورتحال تو نہ بنتی، ہم کہاں پہ پہنچے؟ آج جب کشمیر میں لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ریاستی دہشت گردی ہو رہی ہے، جب ہم اسرائیل کو دیکھتے ہیں، جب وہ لوگوں کو مارتے ہیں تو ہم اس کو ریاستی دہشتگردی سے تعبیر کرتے ہیں کہ یہ ریاستی دہشتگردی ہو رہی ہے، ہندوستان ریاستی دہشتگردی کر رہا ہے، آپ مجھے بتائیں، یہ جو کچھ اس وقت لاہور میں ہوا لوگوں کے ساتھ اور رسول ﷺ کی توہین کے حوالے سے، احتجاج کے حوالے سے یہ بات ہوئی ہے، میں اس کو سیاسی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہتا لیکن پاکستان کا نظریہ جو ہے، جس نظریئے کی بنیاد پہ ہم نے پاکستان بنایا ہے، اس جمہوری ملک میں اس حوالے سے احتجاج کی اجازت کیوں نہیں ملتی؟ پھر اس کو صحیح معنوں میں اس کو Engage کیوں نہیں کیا جاتا؟ کیا آج جو کچھ لاہور میں ہوا، آپ اس کو کیا نام دینگے، میں سوال کرتا ہوں کہ آپ کیا نام دینگے؟ یہ ریاستی دہشتگردی کے ساتھ تعبیر نہیں ہو سکتی، آخر ایسا کیوں ہوا؟ کیا اس کا جواب اس انداز میں دینا چاہیئے؟ جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے، ہمارے پاس بہت ساری تنظیمات کام کر رہی ہیں، اب اس پر Ban لگاتے ہیں، وہ ایک الگ حصہ ہے اور بھی بہت ساری تنظیمات ہیں، وہ جس طریقے سے ہیں، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، اس کی تفصیل میں بیان نہیں کرنا چاہتا کہ کس کس کو آپ نے کیا کہا لیکن آج اگر آپ ان کو دہشتگرد کہتے ہیں تو میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ بھی جواب دیں کہ کن لوگوں نے ان کے ساتھ معاہدات کئے اور کیوں کئے تھے؟ جب اس کو پورا نہیں کر سکتے تو آپ نے معاہدہ کیوں کیا؟ لیکن ہم ہمیشہ اپنی غلطی دوسروں پہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، میں آج بھی حکومت سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہوش کے ناخن لے، آپ اس کو نمٹا سکتے ہیں، ابھی بھی موقع ہے، اس مسئلے کو خوش اسلوبی کے ساتھ بیٹھ کر اس کو نمٹایا جا سکتا ہے لیکن Credibility ہونی چاہیئے، حکومت کی Commitment اگر ہے تو اس کو پھر پورا بھی ہونا چاہیئے، اگر آپ اس کو پورا نہیں کر سکتے تو آپ Commitment کیوں کرتے ہیں؟ ایک بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوا، یہ نہیں ہونا چاہیئے، یہ جمہوری ملک ہے، جمہوری ملک میں آزادی ہونی چاہیئے ہر چیز کے حوالے سے، آپ کہتے ہیں، میڈیا آزاد ہو، سب آزاد ہو لیکن وہ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لطف الرحمان صاحب، Point of Order پہ اتنی لمبی بات نہیں ہوتی، آپ نے تو پوری تقریر شروع کر دی۔

جناب لطف الرحمان: بس میں آخری پوائنٹ پہ جا رہا ہوں، آخری پوائنٹ میں نے ذکر کرنا ہے، تھوڑا سا میں نے ٹائم لینا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس مسئلے کا بنیادی حل بیٹھنا ہے، حکومت اس کو Engage کرے، بیٹھیں ان کا مسئلہ حل کریں، اس کے بعد امن قائم کرنا اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ لوگوں کو امن وامان سے رکھے، اس کی جان کی حفاظت کرے، اس کے مال کی حفاظت کرے، یہ ریاست کی فرضیت میں آتا ہے-----

Mr. Deputy Speaker: Thank you.

جناب لطف الرحمان: جناب سپیکر، دوسری آخری بات جو میں کرنے جا رہا ہوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے، وہ نوٹیفکیشن یہ ہے کہ آپ نے پی ڈی اے کے تمام معاملات کو Immune کیا ہے، اس کو تحفظ دیا ہے کہ اس کے کسی پراجیکٹ کی انکوائری نہیں ہو سکتی اور پچھلے جتنے تسلسل سے DGs آئے ہیں، ان کے پراجیکٹ کو تحفظ دیا گیا ہے، اس کی کوئی انکوائری نہیں ہو سکتی، آپ مجھے بتائیں کہ آج جب آپ احتساب کمیشن بنا رہے تھے، ہم نے ہی اس سے اختلاف کیا تھا-----

جناب ڈپٹی سپیکر: لطف الرحمان صاحب، اس پہ آپ Proper کوئی چیز لے آئیں، جو آپ بات کر رہے ہیں، اس لئے کہ Point of Order پہ جو بات کی جاتی ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، نہیں جی، اس پہ آپ Proper۔

جناب لطف الرحمان: میں ایک پوائنٹ لانا چاہتا تھا، یہ پوائنٹ ہے اور-----

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر ہم سیاسی سکورنگ کے لئے کرنا چاہتے ہیں، آپ پھر بات کر لیں لیکن اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔

جناب لطف الرحمان: جناب سپیکر، آخری بات ختم کر رہا ہوں، میں صرف یہ سوال کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہمارے نوٹس میں ہے، جو چیز آپ کے منشور کا حصہ تھی؟ آج وہ منشور کہاں گیا؟ پھر آپ اپنے لئے وہ راستے کیوں ڈھونڈتے ہیں؟ جب آپ احتساب کمیشن بنا رہے تھے، ہم نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ نے کیا کرنا ہے لیکن اس وقت آپ نے مشورہ نہیں مانا، آج یہ صورت-----

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جناب اشتیاق ارمڑ صاحب۔

سید محمد اشتیاق (وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے، ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ آیا تو اس نے کہا یا پیغمبر ﷺ میں کونسا ایسا عمل کروں جس سے میری زندگی سنور جائے، انہوں ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دیں، پھر دوسری دفعہ اس نے وہی Question repeat کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ ترک کر دیں اور تیسری دفعہ بھی، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب آپ جھوٹ سے باز آئیں گے تو ہمیں کچھ نظر آ جائے گا۔ بات مہنگائی کی ہو رہی تھی، ہمارے صلاح الدین صاحب نے سپیچ کی اور پتہ نہیں کہ کس طرح سپیچ کی؟ آج تو مجھے یہ بھی پتہ لگا کہ یہاں پہ اے این پی میں بھی ایک بلورانی پیدا ہو گئی، یہ بلورانی ہے، تو کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ کنڈی صاحب نے بھی بات کی، اس نے بڑی ٹیکنیکل باتیں کیں، اب دیکھیں۔۔۔۔۔

جناب صلاح الدین: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: میری بات سنیں، شوکت صاحب ہمارے منسٹر صاحب تفصیل سے جواب دینگے، میں آپ کو صرف بتاتا ہوں کہ آپ اپنا Current account دیکھیں Surplus ہو گیا، Fiscal account اس پہ بات کریں، ہمیں کوئی Suggestion دیں، آپ لوگ پتہ نہیں کس طرح کی بات کر رہے ہیں؟ مہنگائی بڑھ رہی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، میں آپ کو بتاؤں، آپ دنیا کی ہسٹری اٹھا کر دیکھیں، 1945ء میں دوسری جنگ عظیم میں قومیں آپس میں لڑیں لیکن مٹی نہیں، قومیں صرف کرپشن سے مٹتی ہیں، آپ لوگوں نے کرپشن پر جس طرح آپ نے بات کی ہے، یہ کس طرح ہوا ہے، یہ ملک اس طرف پہنچا کس طرح؟ بھائی، اس پہ سوچو کہ ڈالر پہلی دفعہ آپ یہ دیکھیں، ڈالر نیچے آ رہا ہے، روپیہ مستحکم ہو رہا ہے پاکستان کی تاریخ میں، کس طرح بات کر رہے ہیں آپ؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی، یا تو آپ پڑھتے نہیں ہو، میرا جو صلاح الدین بھائی ہے، وہ انگلینڈ اور پاکستان کو Compare کر رہا ہے، وہاں کی آبادی آپ کو پتہ ہے، کتنی ہے؟ ہمارے پشاور جتنی اس کی آبادی ہے، اس کے باوجود ہم Handle کر رہے ہیں، مہنگائی کو ہم Face کر رہے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مہنگائی ہے، اس میں تو کوئی شک ہی نہیں لیکن کیوں؟ اب ہم Plan کر رہے ہیں، ان شاء اللہ آپ کو بتائیں گے، ہمارے منسٹر صاحب آپ کو بتائیں گے، دیکھیں آپ وہ باتیں جو صحیح ہوں، اب شعروں میں یہ باتیں کر رہے ہوں، پتہ نہیں کس طرح

باتیں کر رہے ہوں؟ (قطع کلامیاں) ما ته خو پته نشته ته څه وائي، ته کومې خبرې کوې؟ مشره، زما خبره واؤره-----

جناب ڈپٹی سپیکر: Cross talk نہیں۔

وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: ته انګلینډ نه راغلے ئې تا ته د پاکستان باره کښې څه پته ده؟ تا غرمې نه دې کتلی، دلته ګوره، ته پاکستان کښې ګرځیدلے ئې؟ پاکستان الله یو داسې ملک پیدا کړے دے چې په هغې کښې هر قسم موسم شته، تا انګلینډ کتلے دے، یو یخنی ده هلته، الله دې ملک ته څه نه دی ورکړی؟ غرونه-----

جناب ڈپٹی سپیکر: Cross talk نہیں، صلاح الدین صاحب، Cross talk نہیں۔

وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: اوبه، دریابونه خو ستاسو غونډې مشران چې وو، تاسو هغوی نه پښتنه اونه کړه، هغوی دا ملک کوم ځائې ته اورسولو-----

جناب ڈپٹی سپیکر: اشتیاق صاحب، Windup کړئ، د مونږ ټائم دے، مونږ هم خلق کوی۔

وزیر ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات: د دې ملک پیسې ئے بهر تبنتولې دی، زه نور نه وایم، روژه ده، نورې خبرې به بیا نه کوم ځکه چې شوکت صاحب به ټیکنیکل خبرې کوی نو مهربانی اوکړئ تاسو لږ ربنتیا اووایئ، الله ته به مخ کوئ، خوشحاله اوسئ، مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جی خلیق الرحمان صاحب۔

جناب خلیق الرحمان (مشیر خوراک): اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر صاحب، سب سے پہلے صلاح الدین صاحب ہمارے ایم پی اے ہیں، ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ اتنے Important topic پہ بحث کے لئے انہوں نے ریکویسٹ کی آپ سے، چونکہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہمارے ملک میں مہنگائی کا ہے، اس پہ ہماری صوبائی حکومت کی سطح پر بھی اور فیڈرل لیول پہ ہمارے پرائم منسٹر صاحب جو ہیں، اس پہ روزانہ کی بنیاد پہ کام کر رہے ہیں، جس طرح پریشانی ہمیں ہے، اس سے کہیں زیادہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کو ہے، وہ مکمل طور پہ کوشش کر رہے ہیں، ان شاء اللہ آنے والے ٹائم میں اس میں بہتری آئے گی۔ چونکہ پچھلے ایک سال سے یہ Covid کا ایشو آیا ہے،

اس کی وجہ سے ہمارے ملکی سطح پہ بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی بڑے مسئلے بنے ہیں، خاص کر جو غذائی اجناس ہیں، اس کا بہت بڑا ایشو آیا ہے، انٹرنیشنل مارکیٹ میں کم از کم تیس سے چالیس فی صد جو ہے، غذائی اجناس کی قیمتیں بڑھی ہیں، اس پہ باقاعدہ رپورٹس بھی ہیں، آپ یہ پڑھ بھی سکتے ہیں، ساتھ ساتھ چونکہ سب سے پہلے ہمارے معزز ممبران نے جو مختلف پوائنٹس Raise کئے ہیں، اس پہ پہلے ڈسکشن کرونگا، پھر جو ہم اقدامات کر رہے ہیں یا ہم نے کئے ہیں، اس پہ بھی بات کریں گے لیکن بہتر یہ ہوتا کہ ہمارے جو معزز ممبران ہیں جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا، انہوں نے ایک Suggestion بھی دی ہے، بات بھی کی لیکن ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہ موجود رہتے، اس سے ان کی Seriousness کا پتہ چلتا ہے کہ وہ بات کر کے اور Point scoring پھر یہاں سے نکل گئے، ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہ بھی موجود ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔ ابھی۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> No cross talk، صلاح الدین خان صاحب جو Mover ہے وہ میرے خیال سے ہال سے چلے گئے ہیں۔

<u>مشیر خوراک:</u> صلاح الدین خان نے بہت زیادہ Interest لیا تھا، کم از کم ان کو ادھر موجود ہونا چاہیئے تھا، وہ نکل گئے ہیں۔ یہ جو صلاح الدین خان نے بات کی، Inflation کے حوالے سے خاص کر اور پھر انڈیا کی بات کی، اس وقت آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ اس وقت انڈیا کے ہم سے زیادہ برے حالات ہیں، وہاں پہ GDP growth جو ہے وہ Negative میں چلی گئی ہے، ساتھ ساتھ Food inflation بھی بہت زیادہ ہو گئی ہے، یہ Overall جنرل مسئلہ ہے، یہ صرف ہمارے ملک کا نہیں ہے، اس وقت یہ Overall مسئلہ ہے، اس پہ انہوں نے ایک یہ بات کی، Salary rise کی بات کی، ان شاء اللہ ہماری یہ کوشش ہے کہ آنے والے بجٹ میں ہم وزیر خزانہ صاحب سے ریکویسٹ کریں۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> صلاح الدین صاحب، آپ اپنی سیٹ پہ بیٹھ جائیں، آپ نے پوائنٹ Raise کیا، پھر آپ حال سے باہر چلے گئے۔

<u>مشیر خوراک:</u> کوشش یہ کریں گے کہ اس بار آنے والا جو بجٹ ہے، اس میں ہم کوشش کریں گے کہ ہم اپنے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائیں. اس کے علاوہ یہ سردار حسین بابک صاحب نے لائنوں میں کھڑے ہونے کی بات کی، ہم مختلف Subsidies دے رہے ہیں، جس میں آٹا ہے، چینی ہے، یوٹیلٹی

سٹورز کی جانب سے جو ہم نے سٹال لگائے ہیں، مختلف سستے بازار جو بنائے گئے ہیں، اس میں لائن میں کھڑے ہونے کی بات کی ہے، میں یہ کہونگا کہ اس سے پہلے بھی اسی طرح کے سستا بازار لگا کرتے تھے، یہ ہم چھوٹے بڑے ہو گئے ہیں، اس طرح ہم نے سنا ہے کہ جب بھی رمضان آتا تھا تو سستے بازار لگتے تھے لیکن ہمیشہ وہ ناکام ہوئے ہیں، ان کو اس طرح پذیرائی نہیں ملی تھی لیکن الحمد للہ اس بار آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے سستے بازار جو ہیں، اس میں زیادہ رش بھی ہے اور جس طری جو لائنوں کی بات انہوں نے کی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا Interest ہے، لائنیں لگی ہوئی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے سستے بازار بہتر ہوئے ہیں، اس میں ہم Subsidize جو چیزیں دے رہے ہیں، اس پہ لوگوں کا رش ہے۔ بجلی کے ریٹ کے حوالے سے سردار حسین بابک صاحب نے بات کی، چونکہ بجلی کا جو موضوع ہے وہ Different ہے، اس کا ہمارے جو صوبائی اقدامات ہیں اس سے تعلق نہیں، اس کے لئے الگ سے اگر وہ ایک تحریک لے آئیں، اس پہ ڈیٹیل ڈسکشن ہو سکتی ہے، اس پہ بات بھی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے گڑ گھانیوں کی بات کی، اس پہ آپ کو بھی پتہ ہوگا، کیونکہ آپ بھی ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، جتنی ہم نے حوصلہ افزائی کی ہے اس وقت گڑ گھانیوں کی، ان کو جو ہم نے، جس کا ہم پہ بہت زیادہ پریشر تھا کہ یہ ان کے لئے جو ایریاز ہیں وہ Specify کریں، اپنے شوگر ملز کے لئے لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ گڑ گھانیوں کی ہماری یہ لوکل انڈسٹری ہے، اس کو ہم تحفظ دیں، ہم نے ان کو Allow کیا کہ وہ خود Purchasing بھی کریں، اس میں ہم نے ان کی مدد بھی کی۔ انہوں نے افغانستان ٹریڈ کی بات کی کہ ٹریڈ بند ہے لیکن میں ان کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا، آپ نے دیکھا ہوگا، آپ کو بھی معلومات ہوں گی، اس بار گڑ کا جو ریٹ بڑھا ہے، اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ افغانستان میں وہ ٹریڈ ہو رہا ہے، اس کی ڈیمانڈ افغانستان میں بہت زیادہ ہے، ہم نے اس پہ کوئی Barrier نہیں لگایا، وہ افغانستان سے جو ہمارے مختلف فروٹس وغیرہ ہیں وہ آرہے ہیں، یہاں سے یہ ہمارا گڑ جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا گوشت جا رہا ہے، ہمارا چکن جا رہا ہے، ہم نے اس پہ سوچا تھا کہ ہم یہ بات کریں کہ اس کو بند کیا جائے تاکہ کنٹرول ہو، ہمارے صوبے میں بھی اس کا ریٹ کنٹرول ہو لیکن اس سے پھر وہ ہمارے افغانستان کے ساتھ جو تعلقات تھے، جس طرح ہمارا ان سے ٹریڈ چل رہا ہے، اس کا بہت Negative impact آتا، اس پر ہم نے بات نہیں کی، ہم نے کوشش کی ہے کہ اس بار ہم کاشتکاروں کے لئے ریٹ بڑھائیں، گنے کے حوالے سے بھی آپ

نے دیکھا، ان کے ریٹس ہم نے بڑھائے ہیں اور ساتھ ہم نے جو Support price ہے Wheat کی، بڑھائی ہے تاکہ ہماری Local production زیادہ ہو۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> ٹھیک ہے۔

<u>مشیر خوراک:</u> تو یہ جو۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> خلیق صاحب، Windup کریں کیونکہ بعض ممبران نے نماز نہیں پڑھی، نماز قضاء ہونے والی ہے۔

<u>مشیر خوراک:</u> پھر باقی پوائنٹس رہ جائیں گے۔ ہمارے معزز ممبران نے بات کی، اب رمضان کے حوالے سے میں بات کرونگا، ہمارے صوبے کے لیول پر ہم نے کمیٹیاں بنائی تھیں جس میں ہمارے چیف سیکرٹری صاحب اور میرے فوڈ سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، سب نے ایک کمیٹی بنائی تھی، سب سے پہلے ہم نے یہ Ensure کرایا کہ رمضان میں ہمارے راستے بند نہ ہوں، ہمیں وافر مقدار میں Supply ملے، الحمد للہ اس کے لئے ہم نے باقاعدہ کنٹرول روم بنایا ہوا ہے، اس سائیڈ پہ ہمیں کبھی کبھار جو بھی ایشو آتا ہے، ہم وہ رپورٹ کرتے ہیں، اس سے جو فوڈ کی Supply chain ہے، اس کو ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ برقرار رہے۔ دوسری بات، ہم نے ایک کمیٹی بنائی تھی جو کہ رمضان سے پہلے Working committee with the local جو ہمارے Shop keeper ہیں، ہماری انڈسٹری بھی ہیں، سب کے ساتھ تاکہ اس کو Ensure کیا جائے کہ ایک تو ریٹ کا کنٹرول کیا جائے اور ساتھ ساتھ Supply بھی رکھی جائے، اس میں ہم نے بات کی۔ شوگر مل ایسوسی ایشن سے بات کی تھی، آپ کے سامنے ہوگا، ہم نے ان کو اس بات پر Convince کیا کہ وہ چینی فراہم کرے، ہمارے سستے بازار کے لئے اور ہمارے صوبے کے لئے، اس میں ہم نے کوشش کی، الحمد للہ ہم لگ بھگ کوئی 21 ہزار ٹن چینی اپنے سستے بازار اور بچت بازار کو Provide کر رہے ہیں، روزانہ کی بنیاد پر وہ آتے ہیں، اس کا ریٹ 85 روپے Per Kilo ہم نے رکھا ہوا ہے، اس میں ہمارے ساتھ یوٹلٹی سٹورز بھی کام کر رہے ہیں، یوٹلٹی سٹورز نے جو مختلف اشیاء پہ Subsidy دی ہوئی ہے، یوٹلٹی سٹور کے جو ریٹس ہیں وہ 68 روپے Per KG ہے، چینی کا ریٹ رکھا ہوا ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> خلیق صاحب، Windup کریں۔

<u>مشیر خوراک:</u> جناب سپیکر صاحب، پھر میرے پوائنٹس رہ جائیں گے، ابھی فائنل نہیں کیا۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شوکت صاحب، اس کے بعد کریں، اس کے بعد تفصیل سے بات کریں گے۔

مشیر خوراک: جناب سپیکر صاحب، آپ نے جو بحث رکھی، پھر اس کا فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات کی، اشتیاق صاحب نے بھی بات کی، Windup speech شوکت صاحب کریں گے۔

مشیر خوراک: جو آٹے کے حوالے Subsidized points ہیں، پچھلے سالوں میں ان دنوں میں آٹا نہیں مل رہا تھا، اس بار ہم نے پورے صوبے کے لئے چار ہزار ٹن Subsidized آٹے کا بندوبست کیا ہے، اس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ پورے صوبے میں اس کی تقسیم جاری ہے، ترسیل بھی جاری ہے، بڑے اچھے طریقے سے ہمارے سستے بازار میں آٹا مل رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے ویلج کونسل لیول پر بھی پوائنٹس بنائے ہوئے ہیں، وہاں پہ بھی Subsidized rate پہ آٹا مل رہا ہے، میں اپنی ڈسکشن کو Windup کرتا ہوں کیونکہ آپ کو بھی جلدی ہے، اس کے علاوہ نماز کا بھی ٹائم ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز کا ٹائم ہونے والا ہے، اس وجہ سے جلدی کسی کو نہیں ہے لیکن نماز کا وقت قضاء ہو رہا ہے، آپ تو میرے خیال سے پڑھ چکے ہیں۔

مشیر خوراک: اس کے علاوہ شوکت صاحب اس پر تفصیلی بات کریں گے۔ تھینک یو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر محنت وافرادی قوت): شکریہ جناب سپیکر، اشتیاق صاحب اور خلیق صاحب نے تفصیلی باتیں کر لیں، میں تو صرف چند گنی چنی باتیں کرونگا جو کہ بدقسمتی سے جب ریاست مدینہ کی بات آتی ہے تو میرے بھائیوں کو پتہ نہیں ہو جاتا، ان کو تکلیف ہوتی ہے، ان کو یہ نہیں پتہ کہ مدینہ کی ریاست پلیٹ میں رکھ کر نہیں بنی تھی، اس کے لئے قربانیاں دی گئی تھیں، اتنی قربانیاں ابھی آپ سے نہیں لی گئی ہیں، آپ کسی چیز کو Stream line کرنا چاہتے ہیں، اس معیشت کو Track پر لانا چاہتے ہیں، کرپشن ختم کریں گے تو لوگوں کو تکلیف ہوگی، تکلیف ہو رہی ہے لیکن اسے برداشت کریں اور یہ جو آپ نے کہا کہ ہمیں تربیت ملی ہے، ہم ایسا کام نہیں کریں گے، آپ کو تربیت پی ٹی آئی نے دی تھی، آپ ایک ٹکٹ کی وجہ سے ادھر گئے ہیں، میں اپنے بھائی کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ صرف ٹکٹ کی وجہ سے گئے تھے، باقی تربیت آپ کی پی ٹی آئی نے کی تھی۔ دوسرا، اس حکومت میں آنے کے بعد جو سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے، یہ جو مہنگائی کر رہے ہیں کہ مہنگائی ہے، بالکل ہے، آج جو قوم بھگت رہی ہے، اس کی وجہ بھی ہے کہ اس حکومت میں آنے کے بعد 35 ہزار ارب روپے قرضہ واپس کیا ہے، 35 ہزار ارب روپے، کیا یہ قرضہ

عمران خان نے لیا تھا؟ یہ قرضہ اگر نہ ہوتا، یہ سود ادا نہ کرنا پڑتا، یہ 35 ہزار ارب روپے پاکستان پر لگتے تو پاکستان کیا سے کیا بن جاتا، یہ قرضہ کس نے لیا تھا؟ آپ ملکوں کے نام تو بتا رہے ہیں کہ فلاں ملک میں یہ ہوا، فلاں ملک میں یہ، کیا وہاں زرداری نواز شریف ہیں؟ بدقسمتی سے پاکستان میں تو ان دونوں نے لوٹ مار کیا ہے، آج اس کا خمیازہ پوری قوم بھگت رہی ہے۔ میرے بھائی، اس کی وجہ یہ ہے، مدینے کی ریاست جانے کے لئے میں تو سوچ رہا تھا کہ مولانا صاحب اس پر بات کریں گے، ایک بندہ سوچ رہا ہے، مدینے کی ریاست کے لئے تو کیا سوچنا بھی گناہ ہے؟ ایک مسلمان یہ سوچ رہا ہے کہ پاکستان کو بھی مدینہ کی ریاست میں ڈھالوں، اس کا مذاق اڑا رہے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن آئے گا، کیونکہ عمران خان نے آج تک جو بات کی ہے، اس کو پورا کیا ہے، ایک دن آئے گا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پاکستان مدینے کی ریاست پر گامزن ہوگا، یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ روٹی کپڑا مکان کا نعرہ 1972ء سے لگا رہے ہیں، آج اگر ہم روٹی دینا چاہتے ہیں، آپ اس پر ہنستے ہیں، اگر ہم مکان دینا چاہتے ہیں تو آپ اس پر بھی ہنستے ہیں، یہ نعرہ تو آپ کا تھا، آپ بتائیں کہ آپ کے لیڈر نے اس قوم کو کتنی روٹی، کپڑا مکان دیا ہے؟ صرف یہ کیا ہے کہ باہر ملکوں میں اپنے لئے Assets بنائے ہیں، فلاں بنگلہ، فلاں سرے محل یہ کس کا ہے؟ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کس کا ہے، کیا عمران خان نے آنے کے بعد کوئی ایک کا کوئی Asset بنایا ہے، کسی باہر ملک میں اس کا کوئی Asset برآمد ہوا ہے؟ یہ ہوتا ہے Character لیڈر کا، یہ نہیں کہ یہاں آکر کہیں سیاسی مفاہمت کرنا چاہتے ہیں، ہمیں مشورہ دیتے ہیں کہ بھئی، سیاسی مفاہمت ہم کریں گے لیکن پہلے کرپشن جس نے کی ہے، اس کا حساب بھی کریں گے، یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ لوٹ مار کر کے باہر جا کر بیٹھ جائیں، آپ ہمیں کہیں کہ جی آپ مفاہمت کریں، یہ ملک ایسے نہیں چل سکتا، لوٹی ہوئی دولت واپس کرنا پڑے گی، معاملہ سخت مشکل ہے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ دینا پڑے گی۔ یہ جو آپ بات کرتے ہیں، اس حکومت نے کیا کیا؟ آپ مجھے کوئی ایسا ملک بتادیں جس میں سو فی صد اس صوبے میں جو آج لوگوں کا فری علاج ہو رہا ہے، آپ جائیں کسی غریب سے تو پوچھیں کہ وہ غریب جس کا علاج نہیں ہو سکتا تھا اور وہ مر جاتا تھا، آپ مرنے کی بات کر رہے ہیں، آپ جا کر ذرا کارڈیالوجی جائیں، وہاں پر دیکھیں کہ لوگوں کا علاج فری ہو رہا ہے، Free of cost بڑے بڑے آپریشنز ہو رہے ہیں، Free of cost لوگوں کو عمران خان نے یہ Facility دی ہے، صرف ایک شناختی کارڈ بتانا ہوتا ہے کہ جی یہ اس صوبے کا شناختی کارڈ ہے، آپ کا فری علاج بہتر سے بہتر ہاسپٹل کے اندر فری ہو رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ پہلے ہمیں بھی پتہ ہے، آپ کو بھی پتہ ہے کہ فٹ پاتھ بھرے پڑے ہوتے تھے،

غریب لوگوں کے اور مسافروں کے جو برداشت نہیں کر سکتے تھے، مجبوراً آکر فٹ پاتھوں پر سوتے تھے، آج اگر ان غریبوں کو پناہ گاہ کے اندر بہترین بستر مل رہا ہے، ان کو کیا تکلیف ہو رہی ہے، یہ کیوں اس پر ہنس رہے ہیں؟ اگر ایک بندہ، اس سے پوچھیں کہ جس کو کھانا نہیں مل رہا تھا، اگر آج اس کے لئے ریاست یہ بندوست کر رہی ہے کہ کوئی بھوکا نہیں سوئے گا تو ان کو کیا تکلیف ہو رہی ہے؟ تکلیف اس لئے ہو رہی ہے کہ اس کے درد کا ان کو نہیں پتہ، اس غریب کے درد کا ان کو نہیں پتہ، یہ تو سارے Burger families ہیں جو سیاست کرتی رہی ہیں، پیسوں کے زور پر، پہلی دفعہ اس ملک کے اندر بغیر پیسوں کے سیاست شروع ہوئی ہے، آج ہم جیسے لوگ اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں، آپ تصور کر سکتے تھے، آپ جس چیئر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اگر یہ پیسوں کی سیاست ہوتی آپ کبھی بھی اسمبلی میں نہ آتے لیکن یہ کریڈٹ عمران خان کو جاتا ہے جنہوں نے سیاست کا نقشہ بدل ڈالا۔ اس کے علاوہ یہ چور اور ڈاکو کہتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ کون چور اور ڈاکو ہے؟ کتنی افسوس کی بات ہے، اگر کسی نے چوری کی ہے، ہم اس کو چور کہتے ہیں، یہ ناراض ہوتے ہیں، بھائی، اگر کسی نے چوری کی ہے، ڈاکے ڈالے ہیں، اس کو چور ڈاکو ہی کہیں گے، کون ہے جو پیشیاں بھگت رہے ہیں؟ وہ چور ہیں، ان کے پیچھے نیب لگا ہوا ہے اور یہ کیسز ہم نے تو ایک دوسرے کے خلاف نہیں بنائے، انہوں نے بنائے تھے، یہ ایک دوسرے کے ساتھ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کیسز بناتے تھے، یہ لوگوں کو دھوکے میں رکھتے تھے، آج میری باری، کل تیری باری، لیکن ہوا کیا؟ جب نیب آیا، ان کے خلاف ایکشن شروع ہوا، یہ چیخ رہے ہیں، کہتے ہیں کہ مفاہمت کرو، پاکستان ڈوب رہا ہے، جب کرپٹ لوگوں کے اوپر ہاتھ ڈالا ہے، ان سے لوٹی ہوئی دولت لے رہے ہیں تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ملک ڈوب رہا ہے، ملک نہیں ڈوب رہا، زرداری اور شریف فیملیز ڈوب رہی ہیں اور بھی ڈوبیں گی انشاء اللہ، ان کو یہ سیاست کبھی اس طرح نصیب نہیں ہو گی۔ بابک صاحب نے کہا کہ لوگ آٹے کے لئے قطاروں میں کھڑے کر رہے ہیں، کیا یہ وہ وقت بھول چکے ہیں کہ جب اٹک پل پر آٹے کے لئے ہماری تالاشی لی جاتی تھی، لوگوں کی تالاشی لی جاتی تھی کہ کہیں پنجاب سے آٹا خیبر پختونخوا میں نہ چلا جائے، یہ کس کے دور میں ہوا تھا؟ وہاں شہباز شریف کی حکومت تھی، یہاں یہ اتحادی تھے ان کے، حکومت میں بیٹھے تھے، فرید طوفان ان کا فوڈ منسٹر تھا، یہ بھول گئے، ہمیں طعنہ دیتے ہیں؟ آج اللہ کے فضل سے آٹا تو مل رہا ہے جناب سپیکر، وہ جو چوکر کھانے کا دور تھا وہ تو نہیں رہا، اب وہ واپس ان شاء اللہ نہیں آئے گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے افغانستان کی بات کی، پہلی دفعہ چوبیس گھنٹے طورخم بارڈر کھلا ہے، پہلی دفعہ غلام خان بارڈر

کھل گیا، ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہوں، ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان افغانستان کے ساتھ ٹریڈ کرے لیکن یہ زبانی جمع خرچ پر نہیں ہوتا، آج تک ان کی حکومتیں رہیں، یہ بتائیں کہ اس وقت کتنا ٹریڈ ہوتا تھا؟ آج چوبیس گھنٹے بارڈرز کھلے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ جی افغانستان کے ساتھ ٹریڈ نہیں ہو رہا ہے، میرے خیال سے اسمبلی کو Misguide نہ کیا جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مزید راستے کھولے جا رہے ہیں۔ میں آخری پوائنٹ پر آتا ہوں کہ ہمیں معیشت کے Indicators کو دیکھنا پڑتا ہے، جب آپ کسی بھی معشیت کو دیکھتے ہیں، اس کے Indicators کو دیکھنا پڑتا ہے، یہ جو ڈالر کو آپ نے مصنوعی سہارا دیکر کھڑا کیا تھا، جب آپ نے مصنوعی سہارا نکالا تو وہ دھڑام سے گر گیا، مہنگائی کیوں زیادہ ہے؟ مہنگائی اس لئے زیادہ ہے کہ اگر اسحاق ڈار قوم کے ساتھ دھوکہ نہ کرتا اور ڈالر کو مصنوعی قیمت پر نہ رکھتا تو آج کبھی بھی مہنگائی نہ ہوتی لیکن Definitely جب ڈالر گرے گا، جناب سپیکر، ڈالر اوپر ہوگا تو آپ کا روپیہ گرے گا، مہنگائی آئے گی، اس کے لئے حل نکالنا ہے، یہ نہیں کہ آپ آکر ہمیں صرف طعنے دیں، ہم اس کا حل تلاش کر رہے ہیں، آج آپ کی Export بڑھ گئی ہے، آج آپ کا سٹاک ایکسچینج مستحکم ہو رہا ہے، آج آپ کا روپیہ مستحکم ہو رہا ہے، لوگوں کا اعتماد بحال ہو رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ جب Export بڑھتی ہے، آپ کو ڈالرز آتے ہیں، Remittances آتے ہیں، آج تمام لوگ جو پہلے ہنڈی کے ذریعے پیسہ بھیجتے تھے، آج وہ Proper Through channel پیسہ بھیج رہے ہیں، اس کا فائدہ پاکستان کو پہنچ رہا ہے، یہ جو 35 ہزار ارب روپیہ عمران خان نے واپس کیا ہے وہ کوئی اس نے اپنے نوٹ نہیں چھاپے، وہ اسی طرح Remittances آج اللہ کے فضل سے آپ جائیں، آپ کے جو اوورسیز پاکستانی ہیں، ان کو آپ چیک کریں، اس سال بھی پہلے سے کئی گنا زیادہ پیسے آئے ہیں، جس کی وجہ سے آپ کے ڈالر کو استحکام مل رہا ہے۔ بجلی کے حوالے سے ہمیشہ یہاں بات ہوتی ہے، مجھے حیریت ہوتی ہے، یہ بجلی کی بات کرتے ہیں، جیسے عمران خان نے بجلی مہنگی کی ہے، ہمیشہ کیا حوالہ دیتے ہیں کہ یہاں پر بجلی ایک روپے پر بنتی ہے، ہم پر سولہ روپے پر بیچتے ہیں، میرے بھائی جب آپ کی حکومت تھی، یہ اس وقت دو پیسے کی بنتی تھی، آپ کتنے پہ لیتے تھے؟ تیرہ روپے پہ، اس وقت آپ کو خیال نہیں آیا؟ آپ اس وقت کھڑے ہو جاتے، آپ جتنے بھی لوگ یہاں اطرف میں بیٹھے ہیں، کیا یہ اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھتے ہیں؟ پاکستان میں کتنا پانی ضائع ہو رہا ہے، کیوں انہوں نے پن بجلی سے بجلی نہیں بنائی؟ جو سستی بجلی بن سکتی تھی، صرف کمیشن کے لئے انہوں نے کوئلہ، آئل یعنی تیل سے بجلی بنانا چاہتے تھے، آج قوم اس کو بھگت رہی ہے۔ آپ ایک کالا باغ ڈیم، بابک صاحب چلے گئے ہیں، کالا

باغ ڈیم کو انہوں نے ایشو بنایا، اس پر سیاست چمکائی، اتنے عرصے تک آج سیاست ختم ہو گئی، کالا باغ ڈیم ختم، ان کی سیاست بھی ختم ہو گئی، کیا ایشو رہ گیا ان کے پاس؟ یہ جو کالا باغ ڈیم کی سیاست کرتے تھے، کیا یہ بھول گئے تھے کہ بھاشا ڈیم بھی بن سکتا ہے؟ کیا یہ بھول گئے تھے کہ مہمند ڈیم بھی بن سکتا ہے؟ آج عمران خان نے جرات کی ہے، دونوں ڈیموں کا افتتاح کیا ہے، میرے خیال سے اگر پانچ سال بعد نہیں تو دس سال بعد جب یہ ڈیم بنیں گے، آپ کو بجلی بھی سستی ملے گی، آپ کی انڈسٹری بھی ترقی کرے گی، آپ کے لوگوں کو روزگار بھی ملے گا، یہ جو بجلی مہنگی مل رہی ہے، یہ تو وہ ہے جو آپ نے معاہدے کئے تھے، آپ اپنے پیچھے تو دیکھیں، آپ آگے دیکھ رہے ہیں، پیچھے دیکھیں کہ جو لوگ بیٹھے ہیں، ان سے پوچھیں، آپ نے کیوں یہ مہنگی بجلی کے معاہدے کئے؟ یہ پاکستان اتنا بڑا امیر ملک ہے کہ آپ تیل سے بجلی پیدا کر رہے ہیں؟ پانی آپ کا ضائع ہو رہا ہے، صرف کمیشن ان کا مقصد تھا، کمیشن اور کمیشن کے بعد انہوں نے ایک سازش کے تحت کالا باغ ڈیم کو زندہ رکھا جس کی وجہ سے پاکستان آج اس نہج پر پہنچا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا، اور بھی دو تین چیزیں ہیں لیکن وہ Repetition آ جائے گی، میں آپ کا مشکور ہوں۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> لیاقت علی خان صاحب نے ٹائم مانگا ہے لیکن دو منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

<u>جناب لیاقت علی خان:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں اپنے ضلع ڈسٹرکٹ لوئر دیر کے لیویز کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ادھر ملاکنڈ ڈسٹرکٹ کے لئے بات ہوئی تھی، وہ پورے ڈویژن کے اوپر لاگو ہوئی ہے، اس کے لئے میں حکومتی بنچوں سے اس لئے بات کرتا ہوں کہ وہ بھی ہمارے لوگ ہیں، شاید اس Mistake کی وجہ سے ہوئی ہے، میں حکومت سے یہی التجاء کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو جو وقت سے پہلے ریٹائر منٹ اس کو دیتے ہیں، ان کو گھر بھیجتے ہیں، ان کے گھر کا چولہا بند ہو جاتا ہے، مہربانی ہو گی اگر اس کے لئے کوئی کمیٹی بن جائے، اس کے لئے کوئی طریقہ کار وضع ہو جائے، اگر کوئی نیا بندہ لیویز میں بھرتی ہوتا ہے تو بے شک اس کے لئے جو بھی قانون بننا ہے اس کے لئے بنائیں، سخت سے سخت قوانین بنائیں، پورے پاکستان کے لئے ہو لیکن ابھی جو لوگ جن کا چولہا جل رہا ہے، ان کا اگر چولہا بند ہو جاتا ہے تو وہ پھر ہمارے لئے سوالیہ نشان بنے گا، اس لئے میں حکومتی بنچوں سے اپنی طرف سے، یہ بات ہم سی ایم صاحب کے ساتھ بھی کر سکتے تھے لیکن ادھر اگر ہم فلور پہ یہ بات نہیں کرتے اور ادھر کرتے ہیں تو پھر کریڈٹ اور لوگ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکومت ایسا کرتی ہے، ہم نے اس کے خلاف بات کی، اس لئے میں نے یہ بات کی کیونکہ یہ ہمارے اپنے علاقے کی بات ہے، وہ لوگ ہمارے لوگ ہیں، وہ ہمارے خلاف لوگ

بھڑکاتے ہیں، اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ فلور پہ بات ہو جائے، منسٹر صاحب اگر اس کی کوئی تجویز نکالیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر محنت وافرادی قوت: جناب سپیکر، یہ ان کی Genuine بات ہے، میں سی ایم صاحب سے اس پہ بات کروں گا، وہ بھی دیکھ لیں گے کہ کس Criteria کے تحت ان کو فارغ کیا گیا ہے، وہ ان شاء اللہ میں ان کو بتا بھی دوں گا، جہاں جتنی بھی ممکن ہو سکے ان شاء اللہ ان کی Help کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک۔

Thank you. The sitting is adjourned till 2:00 pm, Tuesday, 20th April, 2021.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 20 اپریل 2021ء بعداز دوپہر دو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)